قطب سوات

شیخ المشائخ

حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد و غازی، شیخ طریقت

۱۲۰۹ھ ——— ۱۲۹۵ھ

تحریر: سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل کریم پارک راوی روڈ لاہور

www.ahnafmedia.com

قطب سوات

شیخ المشائخ

حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ

مُجاہد و غازی، شیخ طریقت

۱۲۰۹ھ ——— ۱۲۹۵ھ

تحریر: سیّد نفیس الحُسینی

ناشر

سیّد احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل کریم پارک راوی روڈ لاہور

www.ahnafmedia.com

قطب سوات

شیخ المشائخ

حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد و غازی، شیخ طریقت

۱۲۰۹ھ ———— ۱۲۹۵ھ

تحریر: سید نفیس الحسینی

قطب العارفین غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات نور اللہ مرقدہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء میں ہوئی، آپ تیرھویں صدی ہجری کے رجالِ عظیم میں شمار کیے جاتے ہیں. ایک صاحبِ فیض و تاثیر شیخ خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک صاحبِ شمشیر و علم مجاہدِ اسلام بھی تھے. آپ کی حیاتِ مبارک جہاد بالسیف اور جہاد بالنفس کا عظیم الشان مُرقّع تھی۔

آپ امیر المومنین، امام المجاہدین، مجدد الاسلام حضرت سید احمد شہیدؒ (ش ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے معاصرین میں سے تھے. ابتدا میں اُن کے بعض خفیہ جنگی مشوروں میں بھی شریک رہے. حضرت سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد اُن کی جماعت مجاہدین کے شانہ بشانہ فرنگی فوج سے برسرِ پیکار رہے اور میدانِ جنگ میں اُس کے دانت کھٹے کر دیے. جنگ امبیلہ ۱۲۶۳ھ میں آپ کے کارہائے نمایاں تاریخ حریت کا سنہری باب ہیں۔

حضرت اخوند صاحب حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیری کے خلیفۂ اعظم تھے جنھوں نے ۱۲۳۸ھ میں سکھوں کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں جامِ شہادت نوش کیا تھا. لہٰذا ذوقِ جہاد و سرفروشی مُرشدِ عالیمقام ہی سے پایا تھا. بعد میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی صحبتِ بابرکت میسّر آئی تو وہ سونے پر سہاگے کا کام کر گئی۔

حضرت خواجہ محمد شعیب کی شہادت کے بعد آپ نے دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں "بیکی" میں سکونت اختیار فرمائی جو قلعہ ہنڈ کے پاس واقع تھا. مسلسل بارہ سال تک آپ وہاں زُہد و ریاضت میں مشغول رہے، اُسی زمانے میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا ورود مسعود اس علاقے میں ہُوا. حضرت اخوند

www.ahnafmedia.com

صاحب بھی اُن کے کمالاتِ عرفانی سے متاثر ہوکر اُن کے دامنِ صحبت سے وابستہ ہُوئے حتیٰ کہ خاصانِ بارگاہ میں شامل ہوگئے اور جہاد کے خفیہ مشوروں میں شریک ہونے لگے۔ خادے خاں رئیس ہنڈ بھی جو حضرت اخوند صاحب سے عقیدت رکھتا تھا، حضرت سید احمد شہیدؒ کی خدمت میں مخلصانہ حاضر ہونے لگا۔ ——— جب حضرت سید احمد شہیدؒ نے سکھوں کے خلاف قلعہ اٹک پر حملے کا خفیہ پروگرام بنایا تو حضرت اخوند صاحب اس مشورہ میں شامل تھے۔ انھوں نے خانِ ہنڈ کو حضرت سید صاحبؒ کا مخلص سمجھتے ہُوئے یہ راز بتا دیا لیکن خانِ ہنڈ بدطینت آدمی تھا، اُس نے لالچ میں آکر سکھوں کو قبل از وقت خبردار کر دیا۔ اٹک کے جو مُسلمان شہر اور قلعے کو مجاہدین کے حوالے کر دینے کی تیاریوں میں شریک تھے۔ اُنھیں خوفناک سزائیں جھیلنی پڑیں اور پنجاب پر کامیاب اقدام کی سکیم ابتدائی مراحل ہی میں ناکام ہوگئی۔ حضرت اخوند صاحب خادے خان کی غداری سے ایسے بددل ہُوئے کہ "بیکی" کی سکونت ترک فرمادی اور کسی دوسرے مقام پر چلے گئے اور ایک عرصہ تک بالکل گوشہ نشین رہے۔

۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۵ء میں حضرت اخوند صاحب نے امیر دوست محمد خان والئ کابل کے شانہ بشانہ شیخان کے مقام پر سکھوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ اس جہاد کے بعد آپ وادئ سوات میں رونق افروز ہُوئے اور موضع سپل بانڈی میں قیام فرمایا۔

۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء میں سپل بانڈی کو چھوڑ کر آپ نے سیدو میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ سیدو شریف میں مقیم ہونے کے بعد آپ کی شہرت صُوبہ سرحد اور افغانستان کے حدود اور سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر ایران، عراق اور شام تک پہنچ گئی۔ دُور دراز کے قبائلی علاقوں سے اب ہر قبیلے کے لوگ جوق در جوق سیدو شریف میں آنے لگے۔ نہایت قلیل عرصہ میں آپ نے سوات کو جہل اور بدعت کی آلائشوں سے پاک کردیا۔ اخلاقی اصلاح کا سلسلہ سوات میں شروع ہوگیا۔ (تاریخ سوات۔ ص ۹،)

تجدیدِ دین اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ اخوند صاحب استبداد کے اس عالمگیر سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی غافل نہیں تھے ——— جو انگریزی حکومت کے رُوپ میں سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لیے ہُوئے اب آزاد قبائلی علاقے کی طرف بڑھتا آرہا تھا۔ ۱۲۶۶ھ / ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پشاور پر بھی قبضہ کرلیا تو حضرت اخوند صاحب کو سوات اور ملحقہ علاقوں کے بچاؤ کی فکر دامن گیر ہوگئی۔

آزادی اور تہذیب کے تحفظ کی خاطر آپ نے ایک مضبوط شرعی حکومت قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں چنانچہ مسلسل جدوجہد کے بعد آپ نے سوات اور بونیر کے عمائدین کا ایک اجلاس سیدو شریف میں طلب فرمایا اس اجلاس میں دیر اور باجوڑ کے سرکردہ افراد بھی موجود تھے۔ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"آپ لوگوں کو آنے والے خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے، شرعی حکومت کا قیام ایک وقتی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ تو ایک قومی اور مذہبی فریضہ بھی ہے۔ برٹش اقتدار کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم منظم اور متحد ہو جائیں، ہمیں اپنے خانگی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونا چاہیئے اور دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا چاہیئے۔ ان اغراض و مقاصد کے لیے ہمارے پاس شرعی حکومت سے عمدہ ذریعہ اور کوئی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم متحد ہو کر اپنا تحفظ کر سکیں۔

یاد رکھو! اگر اس موقع پر آپ لوگوں نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر غلامی مقدر ہو چکی ہے اور اس سیاہ دیو کا لقمہ بننے سے پھر ہم بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے اعمال اور کردار کو بالکل اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیئے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھ ہے۔"

آپ کی تقریر ایسی مؤثر اور کارگر ثابت ہوئی کہ یوسف زئی خوانین اور عمائدین فوراً شرعی حکومت کے قائم کرنے کے لیے متفق ہو گئے۔

امیرِ شریعت کے انتخاب کا مسئلہ پیچیدہ تھا۔ ان لوگوں نے اخوند صاحب سوات کو خود یہ منصب سنبھالنے کو کہا لیکن آپ نے فرمایا کہ عزیزو، میری جدوجہد اس مطلب کے لیے نہیں کہ میں خود امیر بن جاؤں چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے ضلع ہزارہ کے موضع ستھانہ کے سید اکبر شاہ صاحب کا نام پیش کیا سید اکبر شاہ سے بھی یہ لوگ واقف تھے، اُن کی قابلیت اور خاندانی تقدس مسلّمہ تھی۔ سید اکبر شاہ مشہور صوفی بزرگ سید علی ترمذی، مشہور پیر بابا کی نسل سے تھے، نیز اُن کے دادا سید زمان شاہ بھی اپنے وقت کے مشہور صوفی اور عابد تھے، خاندانی خصوصیات کے علاوہ خود اُن کی شخصیت بھی قبائل میں جانی پہچانی تھی، سید اکبر شاہ کافی عرصہ حضرت سید احمد بریلویؒ کے معتمدِ خصوصی رہ چکے تھے، لہٰذا ایک مدبر سیاستدان بھی

تھے۔ چنانچہ سیدؒ اکبر شاہ کو ہی امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ صاحب سوات نے خود سب سے اول سید اکبر شاہ کی بیعت کی۔ موضع غالیگی کو دار الخلافہ قرار دیا گیا۔ اس طرح حضرت صاحب سوات کی جد و جہد سے سوات کی پہلی شرعی حکومت قائم ہوگئی۔

لہ سیرۃ سید احمد شہیدؒ میں سید اکبر شاہ صاحب کا تعارف حسب ذیل ہے:

سید اکبر شاہ ابن سید شاہ گل ابن سید ضامن شاہ سید علی ترمذیؒ غوثؒ بنیر کی اولاد میں سے تھے۔ پکھلی اور ہزارے کا بڑا حصہ ان کے خاندان کا معتقد اور مخلص تھا اور ان کی قرابتیں ہزارے کے سادات اور وہاں کے خوانین اور رؤسا نامدار میں تھیں۔ یہ خاندان سخاوت، شجاعت، اخلاص وللہیت اور استقامت و استقلال میں سارے علاقے میں ممتاز تھا۔ سید صاحبؒ اور ان کی دعوت وتحریک کے ساتھ اس خاندان نے اخیر تک وفاداری اور شیفتگی اور ایثار و قربانی کا ایسا ثبوت دیا جس کی نظیر صوبۂ سرحد کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ منظورۃ السعداء میں ہے:

"اخلاقِ کریمۂ ایں سادات خصوصاً سید اکبر شاہ بیرون از بیان است۔ اخلاص و وفا از ابتدا تا انتہا یکساں نمودند۔"

وقائع میں ہے:

"سید اکبر شاہ کے اخلاق حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ کا بیان کہاں تک کروں؟ جس نے ان کو دیکھا ہے اور اُن کی صحبت اٹھائی ہے وہ ہی خوب واقف ہے کہ ایسا خوش خلق، خندہ رُو، کشادہ پیشانی، حلیم الطبع، سلیم المزاج، سخی اور شجاع، صاحب تدبیر، صاف دل، راست گفتار اور حضرت علیہ الرحمہ کا مخلص بے ریا اور محبِ باوفا ومعتقد صادق کوئی رئیس اس ولایت میں نہ تھا۔"

سید صاحبؒ کی شہادت اور بالاکوٹ کے معرکے کے بعد پھر ستھانہ مجاہدین کی پناہ گاہ اور سارے ہندوستان میں جہاد و دعوت کا صدر مقام تھا اور یہی سادات ستھانہ ان عالی حوصلہ مجاہدین اور غریب الوطن مہاجرین کے اعوان وانصار تھے۔ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الخ (حاشیہ ص ۱٦۵)

سید موصوف چھ بھائی تھے: سید اعظم، سید اکبر، سید عمر، سید عمران، سید اصغر، سید مدار۔ یہ سب اور ان کی والدہ بھی حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ سے تعلق بیعت وارادت رکھتے تھے۔

(سیرۃ سید احمد شہیدؒ ص ۱٦٦ مؤلفہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)

www.ahnafmedia.com

افسوس کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء سے صرف ایک سال پہلے ۱۸۵۶ء میں سید اکبر شاہ صاحب کی وفات پر سوات کی شرعی حکومت ختم ہو گئی۔ ایک انگریز مصنف سر ہربرٹ ایڈورڈ لکھتا ہے :

"اگر سوات کی شرعی حکومت اور مجاہدینِ قبائل کا سربراہ سید اکبر شاہ زندہ ہوتا تو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا نقشہ کچھ اور ہوتا"

(تاریخ سوات ص ۸۰ تا ۸۲)

جنگِ امبیلہ

ستھانہ حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کے مجاہدین کا اہم مرکز تھا اور ساداتِ ستھانہ مجاہدین سے وابستہ تھے، انگریز، مجاہدین کے مراکز پنجتار، ستھانہ اور منگل تھانے کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے، جب ساداتِ ستھانہ اور اُتمان زیئوں میں اختلاف پیدا ہُوا اور سادات کے سرکردہ سید عمر شاہ شہید ہُوئے تو سادات نے ملکا کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہ مقام ستھانہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ مجاہدین بھی ملکا کو محفوظ مقام سمجھ کر وُہیں پہنچ گئے۔ مولانا عبداللہ امیر المجاہدین تھے سید عُمر شاہ کے بعد اُن کے بھتیجے سید مبارک شاہ ساداتِ ستھانہ کے قائد قرار پائے اُتمان زیئوں نے انگریزی حکومت کو حالات سے باخبر کر دیا۔ انگریزوں نے مجاہدین و سادات کے اس مرکز کو تاخت و تاراج کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ادھر سادات اور مجاہدین نے بھی مل کر مدافعت کا پُورا پُورا انتظام کیا اور جہاد کا اعلان عام کر دیا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵۵ بحوالہ کتاب یوسف زئی ص ۴۲۵)

۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں جب ضلع مردان کے جنوبی علاقوں میں انگریزی فوج نے نقل و حرکت شروع کی تو امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب نے ضلع مردان کے سرکردہ خوانین کو خطوط لکھ کر اس خطرے سے خبردار کیا اسی سلسلے میں ایک خط حضرت اخوند صاحب سوات کی خدمت میں بھی بھیجا گیا، جس میں آپ کی بزرگانہ عظمت اور دینداری کا تذکرہ کرتے ہُوئے لکھا گیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو دُنیا میں فضیلت اور برتری عطا کی ہے، فرنگی جنگ کے ارادے سے فوج کے ساتھ ہماری طرف آرہے ہیں، اُن کا ارادہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا ہے۔ دربند، تربیلہ اور اٹک میں اُن کے لشکر موجود ہیں، بہت سے خوانین اور روسا فرنگیوں کے ساتھ اپنے اخلاص کا اظہار کر رہے ہیں، ان حالات میں مسلمانوں کی حمایت و رفاقت نہ صرف آپ پر بلکہ تمام کلمہ گویوں اور دینِ حق کے خیر خواہوں پر فرض ہے۔ آپ کو چاہیے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ

علیہ وسلّم کے دین کی خاطر شاہزادہ مبارک شاہ کی حمایت کریں۔ دین کی عزت کا پاس مومنوں کے لیے زیبا ہے۔ خدا کی بارگاہ سے اس نیکی کی جزا ملے گی۔ اگر مسلمان دین کی عزت کا پاس نہ کریں گے تو دشمنوں کے ہاتھ سے سخت تکلیفیں اُٹھائیں گے۔"

حضرت اخوند صاحبؒ نے یہ مکتوب پڑھ کر فرمایا۔ اس وقت بے شک مذہبی جنگ درپیش ہے، شہزادہ مبارک شاہ مومنوں کا سردار ہے، امارت اُس کی مسلّم ہے اور سادات پہلے ہی سے سرداری کے منصب پر فائز چلے آتے ہیں۔ (سرگذشت مجاہدین ص ۳۲۵، ۳۲۶)

---

۱۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء (۱۲۸۰ھ) کو جنگِ امبیلہ کا آغاز ہُوا جنرل چیمبرلین انگریزی فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ مجاہدین بڑی جانبازی، شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے، مجاہدین اور انگریزی فوجوں میں دس بارہ معرکے بڑے زور کے ہوئے۔ حضرت اخوند صاحب کو اس جنگ کی اطّلاع خط کے ذریعے سے پہلے ہی دی جا چکی تھی، اُنھوں نے اپنے علاقے میں جہاد کا اعلانِ عام کر دیا اور اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ ہر شخص ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدانِ جنگ میں پہنچ جائے۔ اخوند صاحب نے سیدو شریف سے روانہ ہو کر منگورہ میں قیام کیا اور وہاں نمازِ جمعہ کے بعد ایک خطبہ دیتے ہُوئے جہاد کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور اسی خطبے میں اعلان کیا کہ اگر انگریز اس علاقے پر قابض ہو گئے تو میں اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کر جاؤں گا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵)

انگریزوں کو سب سے بڑھ کر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں اخوند صاحب سوات مجاہدین کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ بونیر و سوات یا دُوسرے خطّوں اور میدانی علاقے میں ان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا۔ اخوند صاحب ہمہ گیر قبائلی ہیجان کو دیکھ کر خاموش نہ بیٹھ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی موقع پر پہنچ گئے اور اُن کی وجہ سے قبائلی جوش و خروش میں مزید تُندی اور تیزی پیدا ہو گئی۔ (سرگذشت مجاہدین ص ۳۳)

مجاہدین اور انگریزی فوجوں کے درمیان تین معرکے ہو چکے تھے کہ حضرت اخوند صاحب نے ۲۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو چار ہزار پیادہ سرفروش غازیوں اور ایک سو بیس سواروں کے دستے کے ساتھ محاذِ جنگ

امبیلہ پہنچ کر وہاں کی مسجد میں قیام فرمایا۔ امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب اور شہزادہ مبارک شاہ صاحب نے آپ سے مسجد میں ملاقات کی۔ جماعت مجاہدین کے عقائد کے بارے میں انگریزوں اور ان کے بدنہاد حامیوں نے پورے علاقے میں چونکہ بہت گمراہ کن پروپیگنڈا کر رکھا تھا، اس لیے امیر المجاہدین مولانا عبداللہ نے اخوند صاحب سے ملاقات کرتے ہی نہایت دلفگاری سے عرض کیا کہ سب سے پہلے آپ میرے عقائد سُن لیجئے تاکہ میرے مذہب کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔ اُن کے عقائد سُن لینے کے بعد اخوند صاحب نے فرمایا کہ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، میں آپ کو اپنا فرزند سمجھتا ہُوں اور ہر وقت آپ کا خیرخواہ ہوں۔ پھر محبت سے گلے لگا کر فرمایا کہ آج میرے اور آپ کے ناموس پر حملہ ہُوا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم مل کر انگریزوں سے لڑیں۔" (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵۷)

انگریزوں نے مجاہدین کے عزم و استقلال کو دیکھ کر محسوس کر لیا کہ مجاہدین سے توپ و تفنگ سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انھوں نے مکاری، فریب اور پھوٹ ڈالنے کے حربوں سے کام لینا شروع کیا۔ اُنھوں نے باجوڑ، دیر اور بُنیر کے خوانین کو خرید لیا، ان کے قبائلیوں نے ہمت ہار دی اور واپس جانے لگے۔ اسی اثنا میں انگریز کمشنر نے ایک خط میں حضرت اخوند صاحب کو بھی لکھا کہ "آپ کیوں ناحق لوگوں کو قتل کرا رہے ہیں۔ برطانیہ کی طاقت بہت بڑی ہے۔ یہ لوگ اُن کے نئے آلاتِ حرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ درویش ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ گوشہ نشینی اختیار فرمائیں۔ ہم تو صرف مُجاہدین کو ملک سے نکالنا چاہتے ہیں۔"

حضرت اخوند صاحبؒ نے کمشنر کو جواب میں لکھا کہ "بے شک آپ قوی ہیں لیکن آپ سے بھی بڑھ کر ایک قوی اور منصف ہستی موجُود ہے جس نے اصحابِ فیل کو ابابیلوں سے تباہ کرایا۔ فرعون کو غرق کیا، نمرود کو مچھر سے ہلاک کرایا۔ بلاشُبہ میں فقیر ہُوں، آپ کیوں بار بار فقیروں پر چڑھائی کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل آپ کی حکومت کی شان کے خلاف ہے۔" (تذکرہ صوفیائے سرحد ص۵۵۸)

---

۲۳ دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزی فوج اور مجاہدین کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہُوا لیکن باجوڑ، دیر، اور بُونیر کے خوانین کی بے وفائی سے انگریزوں کو تقویت حاصل ہو گئی اور وہ شکست فاش سے بچ گئے اسی جنگ میں بظاہر اُن کا پلّہ بھاری نظر آ رہا تھا۔ انگریزوں نے کئی بار حضرت اخوند صاحب کو ہتھیار ڈالنے

www.ahnafmedia.com

کے پیغام بھیجے لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا اور فرمایا:

"ہم تو خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہیں لہٰذا شہید ہو جائیں گے۔ ہمارے لیے شہادت سے زیادہ کوئی سعادت ہی نہیں ہے۔ ہم ملک گیری یا دُنیاوی مفاد کے لیے نہیں لڑتے۔ اپنے وطن کی حفاظت اور فطری حق آزادی کے تحفّظ کے لیے لڑنا تو ہمارا فرض ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے"۔

اخوند صاحبؒ ایک چٹان پر مورچہ بنائے ہوئے اس میں تشریف فرما تھے۔ امبیلہ کے محاذ پر ہندوستانی مُجاہدین اور چند عقیدتمند صاحب سوات کے گرد حلقہ باندھے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں لڑ رہے تھے۔ اس معرکے میں جانباز مُجاہدین انجام سے بے نیاز ہو کر پوری بے جگری اور مردانگی سے برٹش فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے، قبائلی پٹھانوں نے بے سروسامانی کے عالم میں گوریلا جنگ کے وہ جوہر دکھائے کہ انگریزوں کا فاتحانہ غرور خاک میں مل گیا۔ پہلے حملے میں برطانوی فوج جو تربیت یافتہ تھی اور ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس تھی، ایسی مُنہ کی کھانی پڑی کہ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "آگے بڑھنا ناممکن تھا اور پیچھے ہٹنا شکست سے بدتر"۔ (تاریخ سوات۔ محمد آصف خان۔ ص ۸۳ تا ۹۳ ملخصاً)

مُجاہدین اگرچہ دشمن کے مقابلے پر بہت تھوڑے تھے تاہم وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح استوار کھڑے تھے۔ انگریزی فوجیں نمودار ہوئیں تو مُجاہدین نے پہلے ایک باڑ ماری پھر ہر طرف سے توپیں اور بندوقیں آگ اُگلنے لگیں۔ پُورا میدان دُھوئیں سے تیرہ و تار ہو گیا، مجاہدین نے تلواریں عَلَم کیں اور دشمن پر ٹوٹ پڑے اُن کی مثال وُہی تھی جیسے پروانے شمع پر گرتے ہیں۔

بہرحال مُجاہدین نے راہ حق میں اس طرح جانیں دیں کہ اخوند صاحب سوات کوتل پر بیٹھے اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور بے قراری سے اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ ہر ایک سے کہتے کہ جاؤ کہ ان بہادروں کی امداد کرو، کبھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے:

الٰہی بدہ فتح اسلام را ۔۔۔ بکن غرق خصمِ بد انجام را

مجاہدین سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مُجاہدین نے اپنے خُونِ حیات سے امبیلہ

www.ahnafmedia.com

کے میدان میں جو نقش مرتسم کیا وہ زمانے کی گردش سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگیا اور انشاءاللہ تا قیامت محفوظ رہے گا۔

"سرگزشت مجاہدین" غلام رسول مہر ۳۱۰، ۳۴۰

"غزائے بونیر" قلمی از مولانا عبدالحق (ص ۱۳۸ تا ۱۴۲)

اس جنگ میں تین ہزار مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ناقابلِ تسخیر صورتِ حال دیکھ کر ۲۷ دسمبر ۱۸۶۳ء کو انگریزوں نے مجبوراً صلح کی درخواست پیش کی جسے اخوند صاحب نے مصلحتِ وقت کے تحت اس شرط پر قبول کر لیا کہ انگریزی فوج فوراً واپس چلی جائے۔ حضرت اخوند صاحب کے مجاہدانہ استقلال اور سرفروشی کے مضبوط عزائم نے بالآخر انگریزی فوج کو سوات اور بونیر کی سرحدوں سے نامراد واپس چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ امبیلہ کی اس لڑائی کے بعد انگریزوں کو پھر کبھی یہ ہمت نہ ہوئی کہ سوات اور بونیر کی تسخیر کے لیے فوج کشی کریں۔

مؤلف تاریخ سوات لکھتے ہیں:

"اگرچہ انگریزی فوج نامراد واپس ہوئی لیکن بونیر والوں کی غداری کی وجہ سے صاحبِ سوات اُن سے کچھ افسردہ خاطر ہوگئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "اگر بونیر والے غداری نہ کرتے تو انگریزوں کا انجام کچھ اور ہوتا"۔ ص ۹۱

حضرت اخوند صاحب سوات کی حیاتِ مبارک پر امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید اور ان کی جماعتِ مجاہدین کے جذبۂ جہاد اور ذوقِ عمل کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔

مؤلف تاریخ سوات نے صاحبِ سوات کی زندگی کے جو پانچ مقاصد بیان کیے ہیں، ان سے اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے، وہ پانچ مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

(۱) تجدیدِ دینِ اسلام اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح۔

(۲) جملہ بدعات اور باطل رسومات کا انسداد۔

(۳) سوات اور بونیر کے لیے حکومتِ الٰہیہ کا قیام۔

(۴) سوات اور بونیر کو انگریزی سیلاب سے بچانا۔

www.ahnafmedia.com

(۵) صُوبہ سرحد کو انگریزی تسلط سے آزاد کرانا۔

اس میں شک نہیں کہ آپ زندگی کے مذکورہ اوّل چار مقاصد میں کامیاب بھی ہوئے ۔ مؤخر الذکر کی تکمیل کے لیے تیاریوں میں مصروف ہی تھے کہ دُنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور اگر زندگی وفا کرتی تو آپ امیر شیر علی خاں (والئ کابل) سے مل کر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے والے تھے [۹۸]

---

۷ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو چوراسی سال کے شب و روز گزار کر زُہد و شجاعت کا یہ آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خُلفاءِ کرام بھی جذبۂ جہاد سے سرشار رہے۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کیے رکھا۔ مولانا نجم الدین ہڈے مُلّا (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) اور مولانا عبد الوہاب صاحب پیرِ مانکی شریف (م ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) اس سلسلے میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت ہڈے مُلّا اپنے مُرشدِ گرامی کے وصال کے بعد ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۱ء تک تقریباً پچیس سال تک ان تمام لڑائیوں میں شریک رہے جو انگریزوں اور قبائلی مسلمانوں کے درمیان ہوئیں۔ پیرِ مانکی صاحب حضرت اخوند صاحب کے ہمراہ جنگِ امبیلہ میں شریک تھے۔ حضرت ہڈے مُلّا کے سلسلے میں حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی (م ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) کا نامِ نامی بہت ممتاز ہے، حاجی صاحب ترنگزئی نے بھی جہاد کی روایت کو قائم رکھا اور عُمر بھر انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے اور ایک مُجاہدِ اسلام کی زندگی بسر کی۔ برِصغیر کی مشہور تحریک ریشمی رومال کے بھی آپ سرگرم کارکن اور مُجاہد تھے۔ امیرِ تحریک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ سے باقاعدہ آپ کا رابطہ اور راز و نیاز تھا۔ حاجی صاحب ترنگزئی اور سنڈاکی مُلّا صاحب دونوں کا تعلق حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کے ساتھ تھا۔

حضرت شیخ الہندؒ کے زمانۂ اسارتِ مالٹا میں تحریک ریشمی رُومال کے قائد و امیر قُطبِ ربّانی حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء) کے مُرشدِ اوّل حضرت شاہ عبد الرحیم سہارنپوریؒ بھی حضرت اخوند صاحب سوات کے خُلفاءِ عظام میں سے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت اخوند صاحب سوات کے چند مشہور خلفاء یہ ہیں

(۱) حضرت شیخ الحاج شاہ عبد الرحیم سہارنپوری (۲) حضرت مولانا نجم الدین المعروف ہڈے ملاں

(۳) حضرت مولانا عبد الوہاب پیر صاحب مانکی شریف (۴) حضرت مولانا قاضی سلطان محمود آوان شریف

(۵) حضرت مولانا الحاج ولی اللہ عرف تیرہ ملاں (۶) حضرت مولانا فیض صاحب المروف اخونزادہ مھٹی

(۷) حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹا بابا

www.ahnafmedia.com

شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہٗ

تحریر: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

حضرت میاں صاحب سرساوہ ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ اگر یہ (خاندانی روایت) صحیح ہے کہ ۸۹ سال کی عمر میں وفات ہوئی تو ولادت ۱۲۱۴ھ میں ہوئی ہوگی، حضرت رائپوریؒ حضرت میاں صاحب کے نہایت دل آویز اور بڑے رفیع حالات سناتے تھے۔ اُن کی مدد سے اُن کا ایک مختصر سا تذکرہ اور تعارف مرتب ہو سکتا ہے۔

فرماتے تھے کہ میاں صاحب حضرت حاجی اخوند صاحبؒ سوات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی، حاجی صاحب نے بیعت فرمالیا اور شرط کی کہ انگریزوں کی نوکری نہیں کروگے ورنہ بیعت شکست ہو جائے گی، وہ بیعت کرکے چلے آئے لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ انھوں نے نوکری کرلی پھر جب سیدو شریف حاضر ہوئے، اخوند صاحب نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ جا تو ہمارے کام کا نہیں رہا۔ آپ پندرہ روز تک وہاں روتے رہے، اخوند صاحب نے بُلوا کر دوبارہ اسی شرط پر بیعت لی اور وہیں کے ہو رہے وہاں سیدو شریف میں ایک غار میں معمولات پورے فرماتے تھے، ایک روز اس غار کے اُوپر اس چٹان پر شیر آکر بولنے لگا، اس کی آواز سے پہاڑ کی چوٹی سے پتھر گرنے لگے، فرماتے تھے ذرا سکون میں فرق آیا، پھر اپنا ذکر اُسی قوت سے شروع کر دیا، بڑے قوی النسبت اور صاحب کشف و تصرف بزرگ تھے، اُٹھنا بیٹھنا مشکل تھا اس کے باوجود روزانہ سو رکعتیں نفل پڑھا کرتے تھے، خادم کھڑا کر دیتے تھے، آپ نفل پڑھنے لگتے اور اُٹھنے بیٹھنے میں کوئی دقّت نہیں ہوتی تھی، کشف کا یہ حال تھا کہ مرزا صاحب کی شہرت اور دعوے سے بہت دن پہلے حکیم نورالدین صاحب مہاراجہ جموں کی صحت کے لیے دُعا کرانے کے لیے آئے، فرمایا تمہارا نام نورالدین ہے حکیم صاحب نے کہا "ہاں" فرمایا علاقہ قادیان میں ایک غلام احمد پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ کے بعد ایسے دعوے کریگا جو اُٹھائے نہ جائیں گے نہ رکھے جائیں گے، تم اس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو، حکیم صاحب نے استعجاب کا اظہار کیا تو فرمایا تمھیں اُلجھنے کی عادت ہے اور مناظرہ کا شوق ہے، یہی عادت تم کو وہاں لے جائے گی، باوجود کشف و کرامت و علوئے نسبت کے مزاج میں بہت تواضع اور مسکنت تھی، فرماتے تھے کہ جب میں بازار سے گزرتا ہوں اور لوگ سلام کرتے ہیں تو گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے، ندامت میں ڈوب جاتا ہوں، انتقال بھی

www.ahnafmedia.com

عجیب طریقہ سے ہُوا، ایک دن گھر سے خوشدامن صاحب نے آواز دی کہ میاں صاحب رقیّہ (چھوٹی بچی) رُوٹھی ہُوئی ہے اُس کو مناؤ، فرمایا کیسی رقیّہ اور کس کی رقیّہ، ہم نے اپنے رُوٹھے کو منالیا، یہ کہہ کر ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا، کروٹ لی اور سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ مدرسہ مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ابتدا سے بزرگوں سے عقیدت اور اُن کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق تھا، میاں صاحب کے پاس حاضر ہُوا کرتے تھے، میاں صاحب کو بھی بڑی نظرِ عنایت تھی، ایک روز فرمایا آ میرے چاند تجھے بیعت ہی کرلوں، کچھ عرصہ کے بعد اجازت بھی مرحمت فرمائی،

مولانا عبداللہ شاہ صاحب کرنالی "تعلیماتِ رحیمی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت پیر و مُرشد (حضرت میاں صاحب سہارنپوری) بدرجۂ غایت متبع سُنّت اور محترز از بدعت تھے، کبھی عُرس اور محفل رقص و سرود و شعر خوانی میں شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے خادمان کو اتباعِ شرع کا تقید فرماتے تھے اور بدعات سے منع فرماتے تھے۔" (ص ۵۲-۵۳)

۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ روز دوشنبہ وقتِ شب میاں صاحب کی وفات ہُوئی، خلفاء میں مولانا محمد امیر باز خاں صاحب جانشین، مولانا عبداللہ شاہ صاحب کرنالی، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری ممتاز و مشہور ہیں۔ (ماخوذ از سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

تحریر: سید نفیس الحسینی

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ اکابر علماء دیوبند کے معاصر و مرتبہ شناس تھے۔ آپ کے خلیفۂ اوّل و جانشین حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ اپنی تالیف "شہاداتِ امیریہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

> "خبرِ حسرت اثر مرگِ مولانا و استاذنا مولوی محمد قاسم (نانوتوی) صاحب کی آئی تو حضرت (شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ) نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ آج میری پُشت دو صدموں سے ٹوٹی ہے، ایک مرگ مولوی محمد قاسم صاحب کی ہے۔ دوم رحلت مولوی احمد علی صاحب (محدث سہارنپوریؒ) سے، یہ دونوں بزرگوار بے ریا، متبع شریعت مفیضِ اکمل تھے، مجھ کو ان کے باعث بڑی تقویت

www.ahnafmedia.com

تھی، اب میں تنہا رہ گیا۔"

(شہاداتِ امیریہ علیٰ مکشوفاتِ رحیمیہ: ص ۱۴ مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ ۱۳۱۹ھ)

آپ کا فیضان بارانِ رحمت کی صورت تھا۔ "تعلیماتِ رحیمی" میں آپ کے خلفاءِ کرام کے نام اس ترتیب سے تحریر ہیں:

(۱) حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحب قدس سرہٗ

(۲) حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب جلال آبادی ثم الکرنالی قدس سرہٗ

(۳) حضرت مولانا شاہ ابو الحسن صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ۔

(۴) حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری جو قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہٗ سے بھی مجاز ہوئے۔

(۵) حضرت مولانا عبد الخالق صاحب ساکن مہم ضلع رہتک نور اللہ مضجعہٗ

(۶) حضرت مولانا قاری عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تخت ہزاروی۔

(۷) حضرت مولانا نور محمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مضجعہٗ

حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ اور حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کرنالیؒ دونوں دار العلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے تعلیم یافتہ تھے۔ ردِّ بدعات میں حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحب کی تالیف "انجلاء القلوب" بے نظیر ہے۔ باقی تمام خلفاء بھی اکابر علماء دیوبند سے کمال حسنِ عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ ۱۲۹۴ھ میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے لیے اس عظیم الشان قافلے کے ساتھ تھے جس میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور آپ کے شفیق اُستاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر شامل تھے۔ (احوال العارفین ص ۳۱۳)

آپ کا فیض آپ کے خلفاء خصوصاً حاجی میاں محمد اسمٰعیل صاحب اور حضرت مولانا ولی محمد صاحب ڈیرھی والوں کے ذریعے جاری ہے۔

حضرت مولانا عبد اللہ شاہ صاحب سے ایک صاحب نے قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد

www.ahnafmedia.com

صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ کی نسبت دریافت کی. آپ نے فرمایا کہ "حضرت مولانا گنگوہی کی نسبت بہت قوی اور غیر متناہی ہے" (رہنمائے طریقت ۳۲ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۴ھ)

حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحبؒ کے خلفا میں حضرت حاجی مولا بخش صاحب ممتاز و باکمال بزرگ تھے. حاجی صاحبؒ کے خلفا میں حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا طفیل احمد صاحب فاروقی قادری تھے. مولانا طفیل احمد صاحب کا گزشتہ سال کراچی میں انتقال ہوا ہے وہ بزرگانِ دیوبند کے عاشق و شیدائی تھے، انھوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہما کا ترجمہ و تفسیر قرآن پاک بصد اہتمام جرمنی سے طبع کرایا. کراچی میں ان کا قائم کردہ دار التصنیف اور تبلیغی کالج نمایاں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں. حضرت مولانا طفیل احمد صاحبؒ نے اپنے بعد کے لیے محترم جناب ریاض احمد صاحب کو اپنی جگہ پر مقرر فرمایا ہے. اللہ تعالیٰ انکی عمر اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے.

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب حضرت شیخ الہندؒ کے ممتاز شاگرد اور علوم قاسمیہ کے امین تھے. حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصنیفات کی تسہیل و تشریح آپؒ فرمائی یہ کتابیں دار العلوم دیوبند سے شائع ہو چکی ہیں.

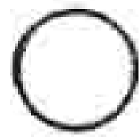
حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری قدس سرہ (م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء) کا سلسلہ آفتاب کی طرح روشن ہے. حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ (م ۱۳۴۶ھ) کی تالیف "المہند علی المفند" (عقائد علماء دیوبند) پر آپ کی تصدیق ثبت ہے. آپ کے جانشین قطب الارشاد مرشدنا و مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) تھے، جن سے سلسلے کو بڑی وسعت ہوئی. علماءِ دیوبند کی ایک خاصی تعداد انکے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئی، اُن کے خلفاءِ کرام میں امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ (م ۱۳۹۱ھ / ۱۹۶۱ء) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی مدظلہ، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ مؤلف معارف الحدیث و مدیر الفرقان لکھنؤ جیسے یگانۂ روزگار اہلِ علم و فضل شامل ہیں. حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رائپوری ثم سرگودھوی دامت برکاتہم آجکل حضرت کے جانشین ہیں.

حضرت قاری عبد الکریم صاحب تخت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب

رائپوری قدس سرہ سے نہایت درجہ تعلق خاطر تھا۔ چنانچہ اپنے شیخ ثانی مقام کے وصال کے بعد عموماً بار بار خانقاہ رائپور تشریف لے جاتے تھے اور کافی عرصہ قیام فرماتے، وہیں حضرت اقدس رائپوری نے اپنے خاندان میں ان کی شادی بھی کرادی تھی، حضرت قاری صاحب کے ایک خلیفہ حکیم امیر الحسن صاحب سہارنپوری تھے جو جناب صوفی محمد برکت علی صاحب لودیانوی حال مقیم دارالاحسان (سالاروالا) ضلع فیصل آباد کے پیر و مرشد تھے۔ صوفی صاحب کے حلقے میں جدید طبقہ سے تعلق رکھنے والے بعض بڑے افسر بھی شامل ہیں جناب صوفی صاحب اکابر علماء دیوبند، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہم کو مقبول بارگاہ خداوندی جانتے ہیں اور اُن کی تصانیف سے استفادہ کرتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کو تو وہ حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ ہی کا مدرسہ کہتے ہیں، اس بناء پر کہ بزرگان دیوبند سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کے چشم و چراغ ہیں۔

حضرت صوفی نور محمد صاحب لودیانوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ اُمّ المدارس کے بانی اور "نورانی قاعدہ" کے مؤلف ہیں۔ علماء دیوبند کے مسلک حق و اعتدال کے حامل تھے، اُن کی اولاد حضرت مُرشدنا و مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ کی حلقہ بگوش ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

("الرشید" دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۲-۱۳ھ / ۱۱-۱۰-۶)



www.ahnafmedia.com

قطب العالم اعلیٰحضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہٗ

م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

تحریر: سید نفیس الحسینی

اے گل، نہ ہمیں معرکہ من تبو گرم است
ہنگامہ صد سوختہ خرمن تبو گرم است

سلطان الاولیاء والکاملین، امام المتوکلین والزاہدین قطب العالم حضرت مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالرحیم رائپوری نوراللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت تخمیناً ۱۸۵۴ء میں ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب، ہندوستان) کے ایک گاؤں تگری میں ہوئی۔ خاندانی اعتبار سے آپ شرفائے راجپوت میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد جناب راؤ اشرف علی خاں صاحب تگری کے ممتاز زمیندار اور خدا یاد بزرگ تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف شاملی کے میدان میں معرکہ آرائی کی پاداش میں جب حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہم کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو حضرت اقدس

حاجی صاحبؒ اسی علاقہ میں پنجلاسہ کے مقام پر روپوش رہے۔ انھیں دنوں حضرت اقدس گنگوہیؒ اپنے پیر و مُرشد حضرت اقدس حاجی صاحبؒ کی تلاش میں بیقرار و بے حال جگہ جگہ پھرتے پھراتے بگڑی سے بھی گزرے۔ جناب راؤ اشرف علی خاں صاحب نے انھیں اپنے ہاں مہمان ٹھیرایا۔ حضرت اقدس گنگوہیؒ نے ایک شب وہاں قیام فرمایا۔ اس مختصر سے قیام میں مخلص میزبان کو اجنبی مہمان سے ایسا قلبی لگاؤ پیدا ہُوا کہ بیعت کی درخواست پیش کردی۔ حضرتِ اقدس گنگوہی نے فرمایا میں کل آپ کو اپنے پیر و مُرشد حضرتِ اقدس حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے بیعت کراؤں گا جو قریب ہی پنجلاسہ میں ٹھیرے ہوتے ہیں۔ راؤ صاحب نے اپنے صاحبزادے عبدالرحیم کو جو اُس وقت تقریباً تین برس کے تھے، خدمت والا میں دُعا کے لیے حاضر کیا۔ حضرتِ اقدس گنگوہی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعائے رُشد و ہدایت فرمائی۔ یہی سعادت آثار بچہ عبدالرحیم اپنے اوجِ کمال کو پہنچ کر قطب العالم اعلیٰحضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری کے نام سے شہرۂ آفاق ہُوا اور ایک زمانہ اُس کے سرچشمۂ عرفان سے سیراب و فیضیاب ہُوا۔

بچپن ہی سے اعلیٰحضرت رائپوری کی جبینِ مبارک پر آثارِ ولایت و معرفت آشکارا و ہویدا تھے۔ سینۂ مبارک صغرسنی ہی میں حفظِ کلام اللہ کی نعمت سے مہبطِ انوار ہوگیا۔ دینی تعلیم سہارنپور اور دیگر شہروں میں اپنے وقت کے جیّد اساتذہ سے حاصل کی۔ زمانۂ تعلیم ہی میں عارفِ یگانہ، قطبِ زمانہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ (م ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ) کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہُوا۔ ایک زمانہ تک اُن کی خدمت میں رہے۔ چونکہ قلبِ مبارک نورِ ایمان و یقین سے مزکّیٰ و مُصفّیٰ تھا۔ اس لیے جلد ہی سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرلیں اور مقامِ تسلیم و رضا کو پہنچے۔ مرشدِ عالی مقام نے اپنی خلافتِ خاصہ سے نوازا اور رائپور (ضلع سہارنپور) میں قیام کا حکم فرمایا۔

رائپور آپ کا ننھیالی گاؤں تھا چنانچہ قصبہ رائپور سے باہر نہر جمن مشرقی کے دوسرے کنارے

www.ahnafmedia.com

آپ نے ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی جو بعد میں "خانقاہ گلزار رحیمی" کے نام سے موسوم ہوئی۔ جلد ہی آپ کی ذات مرجع خلائق بن گئی اور آپ کا فیضان چہار اطراف میں دُور دُور پھیل گیا۔

۲۱۔ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ کو آپ کے پیر و مرشد نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ بزرگوار کی وفات کے بعد آپ چند ایک مرتبہ کلیر شریف بھی حاضر ہوئے۔ اکثر تنہا سفر فرماتے کسی کو ہمراہ نہ لیتے۔ کچھ شب و روز وہاں قیام بھی فرماتے۔ ایک مرتبہ وہاں حاضر ہوئے تو عجیب واقعہ پیش آیا جسے مرشدنا و مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری (۱۳۸۲ھ) قدس سرہٗ بارہا اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ ایک شب کو تاج الاولیاء حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے قریب درگاہ کی مسجد سے ملحقہ صحن میں محو خواب تھے نصف شب کو آپ نے بارش محسوس کی۔ آپ فوراً اندر سائے میں چلے گئے لیکن غور کیا تو معلوم ہوا کہ بارش نہ تھی۔ دوبارہ آپ باہر تشریف لاکر آرام فرما ہوتے۔ کچھ وقفے کے بعد پھر وہی کیفیت ہوئی اب آپ کو یقین ہو گیا کہ بارشِ انوار ہے۔ آپ اُٹھے وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گئے۔ اچانک آپ نے ایک آواز سُنی "عبدالرحیم" "عبدالرحیم" آپ نے خیال کیا کہ صحن میں ان متعدد سونے والوں میں کوئی ہو گا جسے کوئی شخص بُلا رہا ہے۔ آخر آپ کے قلب کو کشش ہوئی۔ سلام پھیر کر مزار مبارک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آواز آئی۔ "میں تمھیں ہی بلا رہا ہوں" پھر ارشاد ہُوا "ہمارے سلسلہ کی نعمت اس وقت گنگوہ میں ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب کے پاس، آپ وہاں جاؤ"۔

آپ کلیر سے عجیب جذبات و خیالات کے ساتھ لوٹے۔ یہ سفرِ حج کا زمانہ تھا۔ آپ گنگوہ شریف حاضری سے پیشتر ہی سفرِ مبارک پر روانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم اعلیٰحضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے چشمۂ فیوض و برکات سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا۔ آپ مکہ معظمہ میں ان کی خدمت مبارک میں باقاعدہ حاضر ہوتے رہے۔

www.ahnafmedia.com

حضرتِ اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری قدس سرہ کے والد بزرگوار بھی اعلیٰحضرت حاجی صاحب کے مرید تھے۔ ان کی بیعت کا واقعہ "تذکرۃ الرشید" اور "امداد المشتاق" میں موجود ہے۔

اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ کی شفقت حضرت رائپوری کے حال پر بے پایاں رہی۔ ایک روز آپ مجلس مبارک میں موجود تھے کہ اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ نے ایک عام ارشاد فرمایا: "میں آج اپنا قرآن پاک جو میرے زیر تلاوت رہتا ہے اس شخص کو دوں گا جو قرآن پاک سے کمال شفقت کے باعث مجھ سے آگے نکل گیا۔" اس نعمت کا اشتیاق بہت سے حاضرین کو ہوا۔ مگر یہ نعمت جس ذات والا صفات کے مقدر میں تھی اسی کو ملی۔ اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ نے وہ کلام پاک حضرت اقدس رائے پوری کو عنایت فرمایا۔ دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ "مولانا! آپ سے میرا روحانی رشتہ ہے۔ ہندوستان واپسی کے وقت مجھے مل کر جائیے گا۔"

اگرچہ حضرت اقدس رائپوریؒ نے کلیر شریف کا واقعہ ابھی کسی سے بھی بیان نہیں فرمایا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ کو اس کا ادراک ہو گیا۔

حضرت اقدس رائپوری جب آخری ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ نے ایک مکتوب گرامی حضرت گنگوہیؒ کے نام دیا جس میں اپنا مافی الضمیر تحریر فرما دیا تھا۔

حضرت اقدس رائپوریؒ ہندوستان واپس آکر گنگوہ شریف پہنچے۔ حضرت والا کی خدمت میں اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ کا مکتوب مبارک پیش کیا۔ تین شب و روز آپ خانقاہ رشیدی میں قیام پذیر ہو کر فیضیاب ہوتے رہے۔ رخصت کے وقت حضرت اقدس گنگوہیؒ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور چاروں سلاسل طیّبہ کی اجازت کے ساتھ اپنی دستارِ خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہ کے خلفاء میں آپ کو ایک خاص امتیازی مقام حاصل رہا۔ بعض معاملات میں حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ نے اپنی حیات ہی میں انھیں اپنی نیابت خاصہ سے نوازا۔ چنانچہ جن دنوں دارالعلوم دیوبند میں کچھ اختلافات رونما ہوئے اور مخلصین نے حضرت اقدس گنگوہیؒ

www.ahnafmedia.com

کی خدمت میں حاضر ہو کر اصلاحِ احوال کے لیے درخواست پیش کی تو حضرت قطب الارشادؒ نے حضرت اقدس رائپوریؒ کو اپنی نیابت میں اس کام پر فائز کیا۔ آپ نے ہمتِ باطنی سے بطریقِ احسن اسے انجام دیا اور کامیاب رہے۔

حضرتِ قطب الارشاد گنگوہیؒ صرف محدثِ کبیر، فقیہہِ عصر اور مرشدِ زمانہ ہی نہ تھے بلکہ مجاہدِ جلیل اور غازئ اسلام بھی تھے۔ ۱۸۵۷ء میں شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف جنگ کا کارنامۂ عظیم بھی انجام دیا تھا۔ اس معرکے میں اعلیٰحضرت حاجی امداد اللہ صاحب امامِ جہاد تھے ——— حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قاضی مقرر ہوئے جب کہ حضرتِ اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالارِ فوج تھے۔ حضرت مولانا محمد منیر نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی میمنہ اور میسرہ کے افسر تھے۔ حضرت حافظ ضامن صاحب نے ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ (۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء) پیر کو بوقتِ ظہر شاملی کی جنگ میں شہادتِ عظمیٰ سے سرخروئی حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء کے جہادِ حریت میں انگریزی حکومت نے تعاون کو بزور ختم کر دیا تو ان اہلِ فراست علماء نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اب انگریز کی طاقت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اس سے مقابلہ مشکل ہے۔ چنانچہ انھوں نے زیرِ زمین (انڈر گراؤنڈ) کام کا فیصلہ کیا۔ اسی مقصدِ عظیم کی خاطر دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت اقدس گنگوہیؒ نے اپنے ممتاز خلفاء کو جہاں فیضانِ سلوک و تصوف سے سیراب کیا وہاں جذبۂ جہاد و سرفروشی سے بھی سرشار کیا۔ گویا سلوک و تصوف اور جذبۂ حریت دونوں کا تعلق نسبتِ باطنی ہی سے تھا۔

۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ کو حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ اُن کے ممتاز خلفاء و مسترشدین ان کی نسبتِ باطنی کے امین و وارث ہوئے۔

حضرتِ اقدس گنگوہیؒ کے خلفاء میں حضرت قطب عالم حضرت مولانا عبدالرحیم رائپوریؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ میں باہم نہایت درجہ محبت و یگانگت تھی جو حضرتِ اقدس گنگوہیؒ کے زمانۂ حیات ہی سے اُن کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اور وہ یکجان و دو قالب کا مصداق

بن گئے تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی ذات والاصفات میں فیضانِ قاسمی ورشیدی کا قران السعدین تھا۔

حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الہندؒ مرحوم کو تعلیم وتربیت کا شرف حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور پھر حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس اللہ اسرارہما اور حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ سالہا سال ان کی خدمتِ عالیہ میں انتہائی اخلاص اور شغف بلکہ عاشقانہ جذبات کے ساتھ رہنا ہوا تھا اور ان حضرات کی وہ مکمل ہستیاں تھیں جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں علمِ آزادی بلند کرکے شاملی تھانہ بھون وغیرہ سے انگریزی اقتدار کا خاتمہ کر دیا تھا۔ ان کے سینوں میں ہمیشہ آزادی اور جہاد کی مبارک آگ سلگتی رہتی تھی۔ اس لیے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ میں انگریزی اقتدار کے فنا کر دینے کا جذبہ مستقل طور پر ہوناطبعی امر ہو گیا تھا۔" (نقشِ حیات ص۱۳۶)

ادھر قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی بھی نسبتِ رحیمی ورشیدی کا مجمع البحرین تھی۔ حضرت اقدس رائپوریؒ کو جذبۂ جہاد اپنے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ کے واسطے سے بھی حاصل تھا۔ آپ کے دادا پیر قطب الاولیا غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات (م ۱۲۹۵ھ) نے صوبۂ سرحد میں ایک لشکرِ اسلام کے ساتھ انگریزوں سے متعدد جنگیں لڑیں۔ میدانِ جنگ میں انھیں شکستِ فاش دے کر علاقہ سوات و بنیر میں حکومت اسلامی قائم کر لی تھی اور اپنی حیات میں وہاں انگریز کے منحوس قدم جمنے نہ دیے۔ اس سے پہلے حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد شعیب توڑھیری قدس سرہٗ نے بھی رنجیت سنگھ کے خلاف لشکر آرائی کرکے دادِ شجاعت دی اور ۱۲۳۸ھ میں اس مجاہد اسلام نے ایک معرکۂ جنگ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت اقدس رائپوریؒ کے درمیان یہ اقدارِ مشترک بھی یکدلی ویکجہتی کا

www.ahnafmedia.com

باعث بنیں۔ حضرت اقدس گنگوہیؒ کی وفات کے بعد جب تحریکِ آزادی کی سرگرمیوں کو نمایاں کرنے کا وقت آیا تو حضرت رائپوریؒ نے شیخ الہندؒ کے دوش بدوش اس تحریک میں حصہ لیا۔ یہ تحریک کوئی نئی تحریک نہ تھی، بلکہ علمائے حق کی وہی تحریک تھی جو برطانوی حکومت کے خلاف امام المجاہدین امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ نے شروع کی تھی اور سرفروشانِ اسلام نے بالاکوٹ کے میدان میں جان کے نذرانے بارگاہ ربّ العزت میں پیش کر کے سرخروئی حاصل کی تھی۔ علماء مجاہدین کی وہی تحریک پھر ۱۸۵۷ء میں شاملی اور تھانہ بھون کے کارزاروں میں بروئے کار آئی اور حضرت حافظ ضامن شہیدؒ اور ان کے کچھ ساتھی خلعتِ شہادت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ربِّ ذوالجلال کے حضور پہنچے۔ اب ایک بار پھر اس تحریک کے منصۂ شہود پر آنے کا وقت آ گیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کو اس تحریک کا امیر الامراء اور رئیس المجاہدین تسلیم کیا گیا۔

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

حضرت قطب عالم رائپوریؒ نے کمال مردانگی و ہمتِ باطنی سے تا دمِ حیات حضرت شیخ الہندؒ کا ساتھ دیا۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ بھی ابتدا ہی سے اس تحریک میں حصہ لے رہے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس نانوتویؒ اور حضرت اقدس گنگوہیؒ کے اور متوسلین بھی شریکِ جہاد تھے۔ مفکرِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لان الامر (الجهاد) لم يكن مقصورًا على شيخنا (شیخ الہند) فقط بل كان معه جماعة من اتباع مولانا محمّد قاسم وطائفة من اتباع مولانا رشيد احمد مثل مولانا عبد الرّحيم الرائپوری

(الہام الرحمن فی تفسیر الرحمن صفحہ ۱۳۶ ج ۱)

حضرت اقدس رائپوری قدس سرہٗ انتہائی زیرک، صاحبِ بصیرت و فراست اور صاحبُ الرائے بزرگ تھے۔ آپ کے صفائے باطن کا تو یہ عالم تھا کہ حسن و قبح قلبِ نورانی پر منکشف ہو جاتا تھا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا بیان ہے:

www.ahnafmedia.com

"مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ کا قلب بڑا نورانی تھا۔ میں اُن کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں"۔

حکایات اللاولیا" (ارواح ثلاثہ) ص۲۶۵

حضرت شیخ الہندؒ، حضرت اقدس رائپوریؒ کا بے حد احترام فرماتے۔ آپ کے قیمتی مشوروں سے مستفید ہوتے۔ انھیں تحریک کے سلسلے میں سب سے زیادہ اعتماد و تعلقِ خاطر آپ ہی کی ذات سے تھا۔ حضرت مستری احمد حسن صاحب دیرہ دُونی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ) جو اس تحریک کے سرگرم کارکن اور حضرت اقدس رائپوریؒ کے معتمد تھے، اوائل شوال ۱۳۹۰ھ میں (راقم سطور کے قیام رائپور کے دوران) خانقاہ رائے پور تشریف لائے تو فرمایا:

"حضرت شیخ الہندؒ تحریک کے سلسلے میں مشورے کے لیے پہلے خود ہی رائپور تشریف لایا کرتے تھے جب اُن کی تحریک نمایاں ہوگئی تو انھوں نے خود مصلحۃً تشریف لانا بند کر دیا اور جب کبھی تشریف لاتے رات کو آتے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو۔ بعد میں پیغام رسانی کے لیے قاصد آتے جاتے تھے۔"

باہمی تعلق و محبت کا معاملہ صرف تحریک تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اس کا دائرہ وسیع تر تھا۔ خانقاہ رائپور کے ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت شیخ الہندؒ نے ترجمہ قرآن پاک دیوبند میں شروع کیا تھا۔ وقتاً فوقتاً رائے پور تشریف لاتے اور حضرت اقدس رائپوریؒ کو ترجمہ سُناتے۔ آپ اگر کچھ فرماتے تو شیخ الہندؒ فوراً اسے قبول فرما لیتے۔ حضرت شیخ الہندؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب ترجمہ مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کو سُنا لیتا ہوں تو مجھے اطمینان ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس رائپوری ترجمہ شیخ الہند کے بے حد قدردان تھے۔ اور آپ کی حیاتِ مبارکہ میں یہ کام پورا ہو گیا۔

www.ahnafmedia.com

ترجمہ کی تکمیل حضرت شیخ الہندؒ نے اسارتِ مالٹا کے دوران فرمائی۔ ثقہ روایت کے مطابق یہ ترجمہ حضرتِ اقدس رائپوری قدس سرہٗ ہی کی آرزو کے پیشِ نظر حضرت شیخ الہندؒ نے کیا تھا۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب محدث کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو حضرت مولانا رائپوریؒ کے مرتبہ و مقام کا علم اس وقت ہُوا جب ہم نے دیکھا کہ حضرت شیخ الہندؒ رائپور تشریف لے جاتے ہیں اور انھیں اپنا ترجمہ سُناتے ہیں۔

۱۳۳۳ھ میں جب حضرت شیخ الہند حجاز تشریف لے گئے۔ روانگی سے پیشتر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے کُتب خانے میں خُفیہ مشورے ہوتے رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

"شوال ۱۳۳۳ھ میں جب کہ حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کی حجاز کی روانگی ہو رہی تھی اور حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کی غیبت میں اس تحریک کی قیادت اعلیٰحضرت رائپوری کے سپُرد ہوئی تھی۔ وہ مظاہر العلوم میں طے ہوئی تھی اور اس سے ان حضرات کے آپس کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شوال ۳۳ھ کے پہلے ہفتے میں حضرت شیخ الہند دیوبند سے اور اعلیٰحضرت رائپوری رائپور سے اور مولانا احمد صاحب رامپوری رامپور سے سہارنپور تشریف لائے اور ۴، ۵ روز تک مدرسہ کے کتب خانہ میں یہ سب تجاویز طے ہوئی تھیں۔ چاروں حضرات صبح کی نماز کے بعد چائے اور اشراق سے فارغ ہو کر مدرسہ کے کتب خانہ میں اوپر تشریف لے جاتے تھے اور سب طرف کے کواڑ اندر سے بند ہو جاتے تھے۔ پانچویں کا وہاں گذر نہ تھا۔"

(مکتوب از مدینہ منورہ بنام عبدالرشید ارشد۔ ۱۰ صفر ۱۳۹۶ ۱۰ فروری ۱۹۷۶ء مطبوعہ "الرشید" لاہور دار العلوم نمبر)

رائپوری حضرات کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت رائپوریؒ کی یہ رائے نہیں تھی کہ حضرت شیخ الہندؒ ہندوستان سے باہر تشریف لے جائیں۔ اُن کا ارشاد یہ تھا کہ اس وقت حجاز میں بھی انگریز ہی مسلط ہے۔ ہندوستان میں تحریک کے نسبتہً زیادہ مواقع ہیں اور یہاں شیخ الہند کی گرفتاری پر نقضِ امن کا اندیشہ بھی انگریز

کے خیال میں ہوگا۔ اگر گرفتاری پیش بھی آگئی تو تحریک ختم نہیں ہوگی بلکہ اور زور سے چلے گی لیکن ہُوا وہی جو کارکنانِ قضا و قدر کو منظور تھا۔ مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

حضرت شیخ الہند قدس سرہ بحیرۂ روم کے راستے حجاز تشریف لے گئے وہیں گرفتاری عمل میں آگئی اور مالٹا جزیرے میں نظر بند کر دیے گئے۔ حضرت شیخ الہند کی عدم موجودگی میں تحریک آزادی کی کمان اعلیٰحضرت رائپوری نے سنبھالی۔ آپ بکمالِ استقامت و عزیمت اس فریضے کو انجام دیتے رہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ فرماتے ہیں :

"حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نہایت دلسوزی اور استقلال اور عالی ہمتی سے انتہائی راز داری کے ساتھ امورِ مہمہ کو انجام دیتے رہے اور ان کے خاص خدام بھی دلچسپی لیتے رہے۔" (نقشِ حیات صفحہ ۲۱۴)

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے حضرت شیخ الہندؒ کے نام ریشمی خطوط برطانوی حکومت کے ہاتھ لگ گئے اور یہ تحریکِ آزادی (جسے انگریز نے ریشمی رومال سازش کا نام دیا) افشا ہوگئی تو مجاہدین اور حریت پسندوں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ تحقیقات شروع ہوئی۔ مختلف جگہ چھاپے مارے گئے۔ انگریزی سی آئی ڈی افسر مع عملہ خانقاہ رائپور بھی پہنچا۔ اعلیٰحضرت رائپوری قدس سرہ ان دنوں صاحبِ فراش تھے لیکن آپ نے نہایت استقلال اور شانِ بے نیازی سے جواب دیے۔

افسر نے پوچھا! مولانا آپ کا شیخ الہند سے کیا تعلق ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا: "تعلق کی پوچھتے ہو؟ تعلق کا معاملہ تو یہاں تک ہے کہ جس دن سے میں انھیں سفرِ حجاز کے لیے دہلی سے رخصت کرکے آیا ہوں بیمار ہوں، بخار میرے بدن میں سما گیا ہے، چارپائی پر پڑا ہوں، آج بھی اگر ان کی واپسی کی خبر سن پاؤں تو مجھ میں جان آجائے اور میں ایک بار پھر جھر جھری لے کر اُٹھ کھڑا ہوں گا۔"

افسر: شیخ الہند جو حکومت کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

حضرت رائے پوریؒ: میں اس تحریک کو بالکل حق سمجھتا ہوں۔

افسر: رپورٹ ملی ہے کہ تحریک کو یہاں سے مالی امداد پہنچ رہی ہے۔

حضرتِ اقدس رائے پوریؒ نے اس بات کا بکمال تدبّر و فراستِ ایمانی کچھ ایسا جواب دیا کہ افسر ان کی بات کی تہ تک نہ پہنچ سکا۔

مُلّاجی عبدالعزیز جو حضرت رائے پوریؒ کے ہمراز تھے اور خفیہ طور پر مجاہدین کے لیے مالی امداد فراہم کرنے کا کام ان کے سپرد تھا۔ جسے وہ حضرت رائے پوریؒ کے حکم سے انجام دیتے تھے، اس وقت خانقاہ میں موجود تھے۔ حضرت اقدس رائے پوری کو اندیشہ ہُوا کہ اگر ان سے پُوچھ گچھ ہوئی تو سوال و جواب میں کہیں نرم نہ پڑ جائیں۔ آپ نے فوراً ان کو اپنے پاس بُلا لیا اور افسر سے مخاطب ہو کر بڑے جوش سے مُلّاجی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "ان لوگوں کی کیا مجال اور طاقت ہے جو میری مرضی کے خلاف ایک قدم بھی اُٹھائیں۔ اس علاقے میں انھیں میرے ایما کے بغیر ایک پیسہ بھی نہیں مِل سکتا۔ اور میں تو خدا کے فضل و کرم سے یہ کہتا ہوں کہ حکومت بھی چاہے تو یہاں سے کچھ حاصل نہیں کر سکتی"۔ اس افسر پر کچھ ہیبت سی چھاگئی۔

کچھ اور سوالات بھی انگریز سی آئی ڈی افسر نے کیے۔ ان کے جوابات بھی کچھ اسی طرح ہی دو ٹوک دیے گئے۔ حتیٰ کہ وہ ناکام واپس ہُوا۔ اگر ایک طرف انگریزی حکومت کی سی آئی ڈی پوری طرح سرگرمی سے کام کر رہی تھی تو دوسری طرف حضرت اقدس رائے پوریؒ بھی اس سے غافل نہیں تھے۔ چنانچہ اپنے اخفائے حال کے پورے پورے اہتمام کے ساتھ جوابی کارروائی کا سلسلہ بھی زیرِ زمین قائم کر رکھا تھا۔ مسوری پہاڑ پر انگریزوں کا جو فوجی سروے آفس تھا اور جس میں جنگی نقشے تیار کیے جاتے تھے۔ حضرت مستری احمد حسن صاحب دیرہ دُونی رحؒ کو وہاں مامور کر رکھا تھا۔ وہ سروے آفس میں ملازم تھے اور یہاں تک افسروں پر اپنا اعتماد قائم کر رکھا تھا کہ وہ اتوار کو چھٹی کے روز دفتر کی چابیاں ان کے سپرد کر جاتے تھے۔ حضرت مستری صاحب خفیہ طور پر نقشے لے کر خانقاہ رائپور پہنچ جاتے تھے۔ حضرت اقدس رائے پوری کمالِ اخفا سے ان نقشوں کو رات کے وقت اپنا حجرہ

www.ahnafmedia.com

مبارک بند کر کے موم بتی کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح یہ سرفروشانِ دین و وطن حالاتِ زمانہ سے پوری طرح باخبر اور انگریزی منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لیے سرگرم عمل رہتے تھے

اسیرِ مالٹا حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کا فراق حضرتِ اقدس رائپوری کے لیے سوہانِ روح تھا۔ آپ اُن کی یاد میں بیقرار رہتے۔ اُن کے تذکرے سے آپ کو سکون و قرار حاصل ہوتا تھا۔ اُن کے فضائل و مناقب میں رطب اللسان رہتے تھے۔ اسی زمانہ میں کارپردازانِ دارالعلوم نے دیوبند تشریف آوری کی درخواست کی۔ اصرار تک نوبت پہنچی تو اعلیٰحضرت رائپوریؒ آمادہ ہوگئے۔ دیوبند ریلوے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا گیا۔ میزبانوں نے دارالعلوم میں قیام کا انتظام کر رکھا تھا۔ حضرت مستری احمد حسن صاحب بھی حضرت کے ہمراہ تھے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ریلوے سٹیشن پر بہت بڑی تعداد میں تانگے آئے تھے۔ ایک خوبصورت تانگہ اعلیٰحضرت رائپوریؒ کے لیے مخصوص کیا تھا۔ آپ اس میں تشریف فرما ہوئے اور تانگہ والے سے حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر چلنے کو فرمایا۔ آپ وہیں فروکش ہوئے اور ایک ہفتہ قیام پذیر رہے۔ دن رات حضرت شیخ الہندؒ کا تذکرہ وردِ زبان رہتا تھا۔ اُن کی جلالتِ شان حاضرین پر واضح کرتے اور فرماتے کہ حضرت شیخ الہندؒ کو اس جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام بلند نصیب فرما دیا ہے۔ جہاد کے فضائل بھی علماء و عوام کے سامنے بیان فرماتے۔

حضرتِ اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں آپ نے بیس روپے بطور نذر بھجوائے۔ وہ بہت غمزدہ تھیں، فرطِ غم سے رونے لگیں، انھوں نے آپ کی خدمت میں دریافت کرایا کہ حضرت، وہ مالٹا سے واپس بھی آئیں گے یا نہیں؟ اُس زمانے میں رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی بلکہ ناممکن خیال کی جاتی تھی لیکن آپ نے بزبانِ الہام یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی فکر نہ کریں حضرت شیخ الہند انشاء اللہ ضرور تشریف لائیں گے اور یہ الفاظ پورے یقین سے بتکرار دُہرائے۔ اہلیہ محترمہ کو بہت کچھ تسلی و تشفی دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔

www.ahnafmedia.com

حضرت شیخ الہندؒ ابھی مالٹا ہی میں اسیری کی مدت گزار رہے تھے کہ ادھر اعلیٰحضرت رائپوری شدید طور پر علیل ہو گئے۔ اس مرض الوصال میں آپ نے مرشدنا و مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہ کو اپنی خانقاہ میں متعین فرمایا اور وصیت فرمائی کہ میرے بعد سلوک کے بارے میں ضرورت محسوس ہو تو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ سے مشورہ کرنا اور حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹے سے رہا ہو کر واپس ہندوستان تشریف لائیں تو اُن کے سیاسی مشوروں پر عمل کرنا اور تحریکِ آزادی میں اُن کا بھرپور ساتھ دینا۔ اپنے نواسے حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب کو بھی ان کے سپرد کیا کہ اس کا خاص خیال رکھنا۔ حافظ صاحب کی عمر اُس وقت چودہ برس تھی۔

آخر زمانہ میں اعلیٰحضرت رائپوریؒ پر اشتیاقِ زیارتِ حرمین شریفین نے بیحد غلبہ کیا۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی چند مرتبہ سعادتِ حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکے تھے لیکن اس مرتبہ ذوق و شوق کا ایک اور ہی عالم تھا۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ فرماتے ہیں:

"باوجودیکہ کروٹ لینا دشوار تھا اور نماز کے لیے بھی دو آدمی سہارا دے کر اُٹھاتے اور پلنگ سے اُتار کر مصلے پر بٹھا دیا کرتے تھے مگر آپ پر آستانہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حاضری کا غلبہ ہوا اور آپ نے سفرِ حج کا پختہ قصد کر لیا۔ میں حاضر ہوا تو آپ نے بڑے اہتمام سے مجمع کو اُٹھا کر تنہائی حاصل کی اور مجسم شوق بن کر فرمایا، میں تو تیرا انتظار ہی دیکھ رہا تھا کہ دل کی بات کہوں۔ وہ یہ ہے کہ امسال حج کا ارادہ کر چکا ہوں اور تمنا ہے کہ زندہ رہوں تو پہلے جہاز پر سوار ہو جاؤں۔ میں نے عرض کیا، حضرت، آفریں ہے حضرت کی ہمت پر کہ کروٹ تو لی نہیں جاتی اور قصد ہے اس کٹھن سفر کا جس میں مستعد جوان بھی چور چور ہو جاتے ہیں۔ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا، حضرت بوڑھے جوان سب ہی اس راستے میں چلتے ہیں۔ بس مجھے تو کوئی پکڑ کر ریل میں ڈال دے تو پڑا پڑا انشاء اللہ چلا ہی جاؤں گا۔ میں نے دیکھا

کہ یہ غلبۂ شوق دبنے والا نہیں تو موافقت کا پہلو لے لیا اور عرض کیا، ہاں حضرت! ہمت کا حامی خدا ہے۔ جب حضرت نے قصد فرما لیا تو انشاء اللہ پہنچنا کچھ دشوار نہیں فرمایا الحمد للہ الحمد للہ تُو نے تو موافقت کر لی۔" (تذکرۃ الخلیل ص ۲۷۰)

"آپ نے قبل از وفات اپنا تمام سامان حتیٰ کہ بدن کے کپڑے تک وصیت و ہبہ کے ذریعے دوسروں کی ملک بنا دیے تھے مگر تیرہ سو روپیہ نقد زادِ راہ بنا کر مولانا عبدالقادر صاحب کے حوالے کر دیا تھا کہ اس کو محفوظ رکھو کہ یہ میرے اور تمہارے سفرِ حج کا خرچ ہے۔ آخر جوں جوں حج کا موسم قریب آتا گیا آپ کا مرض و ضعف بڑھتا رہا، اور وصال کا وقت قریب آتا گیا حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ اب گنجائش نہیں رہی اور تیرہ سو روپیہ ترکہ بنا چاہتا ہے، تب آپ نے مولانا کو بلا کر وہ روپیہ بھی تقسیم کرا دیا، کیونکہ آپ مولائے کریم سے ایسی حالت میں ملنے کے متمنی تھے کہ دُنیا کا کوئی حبہ اور پائی بھی آپ کی ملک میں نہ ہو۔ بیت کے دھیان سے ہٹ کر اب آپ رب البیت کے خاص تصور میں غرق ہو گئے اور آخر چند ہی روز بعد وہ مبارک وقت آیا جس کے شوق میں آپ کا رواں رواں

؎ خرم آن روز کہ از منزلِ ویران بروم — راحتِ جان طلبم و زپئے جانان بروم
نذر کردم کہ گر آید بسر این غم روزے — تا درِ میکدہ شادان و غزلخوان بروم

آپ کے مرض کو چونکہ امتداد زیادہ ہو گیا تھا، اس لیے زائرین آتے اور چلے جاتے تھے، کس کو خیال تھا کہ فلاں وقت رخصت کا ہے اور ٹھہرنا چاہیے۔ حضرت سہارنپوری (مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ) نے خواب دیکھا کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اندھیرا چھا گیا۔ حسبِ معمول تہجد کے وقت حضرت اُٹھے اور نفلوں سے فارغ ہو کر متفکر بیٹھ گئے۔ اہلیہ نے پوچھا، آج عادت کے موافق آپ نفلوں کے بعد لیٹے کیوں نہیں اور طبیعت کچھ فکرمند معلوم ہوتی ہے۔ کیا بات ہے؟ آپ نے خواب کا اظہار کیا اور محزون لہجہ میں فرمایا، اس کی تعبیر ایک تو یہ ہے کہ مولانا محمود حسن صاحب مالٹا میں محبوس ہیں، دوسرے مجھ کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں شاہ عبدالرحیم کی حالت نازک نہ ہو۔ غرض صبح کو حضرت بہلون روانہ ہو گئے جہاں تبدیل آب و ہوا کے لیے حضرت (شاہ عبدالرحیم) کا قیام تھا۔ بعد مغرب حضرت نے فرمایا، آج عشاء کی نماز ذرا سویرے پڑھ لیجو۔ چنانچہ یہ سمجھ کر کہ آرام

www.ahnafmedia.com

کی خواہش ہو گی، نماز اوّل وقت پڑھ لی گئی اور آپ چارپائی پر لیٹ رہے۔ حضرت دوسرے کمرے میں جا لیٹے کہ دفعۃً آپ کو آخری کرب شروع ہُوا اور حضرت سہارنپوری اپنے کمرے سے لپک کر پاس آئے، مولانا (شاہ عبدالرحیم صاحب) نے حضرت (سہارنپوری) کو محبت بھری نظروں سے دیکھا اور آپ کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھ لیا، حضرت سہارنپوریؒ نے پڑھنا شروع کیا اور رائپور کا آفتاب اپنے محبوب کا ہاتھ چھاتی پر رکھے ہوئے چند منٹ کے اندر شب کے ۱۱ بجکر ۱۹ منٹ پر غروب ہو گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ صبح کو جنازہ رائپور کی طرف چلا اور خدام کا مجمع بحسرت اندوہ یہ کہتا ہُوا پیچھے پیچھے ہو لیا ؎

اے تماشا گاہِ عالم رُوئے تو — توکجا بہر تماشا می روی

(تذکرۃ الخلیل ص۲۷۲)

"آخر اُسی باغ میں جہاں آپ کی حیات شریفہ کا اخیر حصہ گزرا تھا، مسجد کی جنوبی سمت آپ کا وہ جسدِ اطہر جو رضا و تسلیم کے جھولے میں مدّتوں چڑھا اور اُترا تھا ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء یومِ سہ شنبہ کو سپُردِ زمین کر دیا گیا، مگر تنہا نہیں بلکہ ہزاروں یادگاریں چھوڑ کر اور ہزاروں کی حسرتوں اور تمناؤں کو ساتھ لے کر ؎

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نقشِ خاتم کو — ہزاروں حسرتیں مدفون ہیں دریا کے پہلو میں

(تذکرۃ الخلیل ص۲۷۲)

۸ جون اعلیٰحضرت رائپوری قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ان کی پیشنگوئی کے مطابق آخر ۲۰ رمضان ۱۳۳۸ھ سنہ ۱۹۰۸ء کو حضرت شیخ الہندؒ مالٹہ سے بمبئی لا کر رہا کر دیئے گئے۔ ہر جگہ فقید المثال استقبال کیا گیا ۸ ہزاروں مُشتاقانِ دید کے جلو میں دیوبند تشریف لائے۔ چند روز وہاں ٹھہر کر باوجود ضعف و ناتوانی کے رائپور تشریف لائے اور مزارِ مبارک پر دل گرفتہ حاضر ہوئے، اُن کے دل پہ کیا بیتی؟ ہر کوئی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ امیر خسروؔ کے اس شعر کی عملی تفسیر دیکھی گئی

کشتۂ کہ عشق دارد نگذاردت بدینساں
بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

www.ahnafmedia.com

ہمارے حضرت فرماتے تھے

"حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹا سے رہا ہو کر آئے تو رائپور بھی تشریف لائے۔ عالمِ حیرت میں اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اب یہ بھی رخصت ہونے والے ہیں"۔

(ملفوظات قلمی جمع کردہ مولانا علی احمد مرحوم صـ ۵۹)

اعلیٰحضرت رائپوری قدس سرہٗ کے وصال کے ایک سال چند ماہ بعد حضرت اقدس شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو گئے۔ اُس وقت سخت علالت، ضعف و ناتوانی کے باوجود رائپور میں مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

اعلیٰحضرت رائپوری کے وصال کے حادثۂ جانکاہ کی خبر جب اسیرِ مالٹا کے سمع مبارک تک پہنچی تو فرطِ غم سے بیقرار ہو گئے۔ شدتِ جذبات میں ایک نہایت پُر درد مرثیہ لکھا جو "مسدسِ مالٹا" کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ الہند کو اعلیٰحضرت رائپوری سے کتنا تعلقِ خاطر تھا اور اُن کی نظر میں حضرت کا مقام کتنا بلند تھا اس کا اندازہ اس مرثیہ سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ راقم سطور کے خیال میں اگر اعلیٰحضرت رائپوری کی حیاتِ مبارک پر کوئی کتاب نہ بھی لکھی جائے تو یہ مرثیہ اُن کی ایک مستقل سوانح کی حیثیت رکھتا ہے اور اُن کے مرتبہ و مقام پر شاہدِ عادل ہے۔

اعلیٰحضرت رائپوری کے وصال مبارک پر دُوسرے اکابر علماء دیوبند نے بھی عربی، فارسی اور اُردو زبان میں بلند پایہ مرثیے لکھے جن میں خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہم اللہ جیسے سر آمدِ روزگار علماء و فضلا شامل ہیں۔

اس مجموعۂ مراثی کو "شعر الفراق" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ "شعر الفراق" میں اعلیٰحضرت رائپوری کے جانشین و خلیفۂ اعظم قطب الارشاد مرشدنا و مولانا حضرت شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ کی وفاتِ حسرت آیات پر لکھے گئے مرثیے بھی شامل کر دیئے گئے ہیں کہ مُرشد و مُسترشد اور مخدوم و خادم ہر بنوع لازم و ملزوم ہیں۔

www.ahnafmedia.com

مسدسِ ماثا

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

قبلہ و کعبۂ امانی مُرد　　عالم و حافظِ مثانی مُرد
عارفِ حکمتِ یمانی مُرد　　طائرِ عرش آشیانی مُرد
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدُ الرّحیم ثانی مُرد

حاملِ دین و حاملِ حسنات　　خازنِ خیر و کافلِ برکات
قاسمِ فیض و جامعِ اَشتات　　سایۂ لُطفِ رحمتِ مُہدات
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

رہنمائے مسالکِ ایماں　　رہگرائے منازلِ ایقاں
رہ نوردِ مراحلِ احساں　　ساقیِ بزمِ وحدت و عرفاں
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

نورِ چشمِ اکابر و اعلام　　ملجأ و مآمنِ خواص و عوام
سرپرستِ مدارسِ اسلام　　مردمِ دیدۂ رشیدِ انام
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

تھی ہمیشہ سے تیری جائے قرار
جنّۃٌ تمائٔ تھ ھا مدرار

اب وہ ہے نہر چشم دریا بار
ہاتھ مل مل کے کہتے ہیں اشجار

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

مُحیٔ علم تھے امام غزالؒ
تم تھے احیا کنندۂ اعمال

کرتے تھے مُردہ سُنتوں کو بحال
آج اُن کی کرے گا کون سنبھال

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

کہتے تھے سُن کے حادثے سہیم
کریں کس کس کا غم الٰہی ہم

بن گیا سب غموں کا آج یہ اک غم
ہو گئے ایک غم میں سب مُدغم

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

چھوڑ جانا ہمیں اور اتنی دُور
بے کس و کور، بے بس و مجبور

تھا مروت سے آپ کی بس دُور
اب بجز اس کے کچھ نہیں مقدور

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

خستہ حالوں سے اے ستودہ صفات
بے نیازی نہیں کمال کی بات

کیوں نہ ہو پھر حیات رشکِ ممات
باوفا جب کرے جفا ہیہات

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

نازشِ دفخرِ دوستاں نہ رہا　　زورِ بازوئے ہمرہاں نہ رہا
قدر افزائے خادماں نہ رہا　　لو حُدی خوانِ کارواں نہ رہا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

سینہ کل تک تھا محشرِ آمال　　آج بیٹھے ہیں کیسے فارغ بال
جی میں کوئی ہوس رہی نہ خیال　　جینا آتا نظر ہے کیوں جنجال

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

قبر ہو تیری جب دلِ صد چاک　　آرزوئیں نہ کیوں ہوں سب تہِ خاک
ہو تبدّل جو ایسا حیرت ناک　　دل نہ ہوں آرزو سے کیسے پاک

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

ہُوئے عثمانؓ جامعِ قرآں　　دِہ بدہ تم تھے قاسمِ فرقاں
تم بلاشک تھے نائبِ عثمانؓ　　آج سُنسان کیوں نہ ہو میداں

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

آئی ہے جن بجاریں کو خبر　　تلخ ہی وہ رہیں گے تا محشر
اَحمر اَبیض ہیں غم میں سب اخضر　　سو جیں کہتی ہیں سمجھے کوئی اگر

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

آتا یورپ میں غم بھلا یہ کہاں
تیرے دلدادہ گر نہ ہوتے یہاں

کس کے گھر ہوتا آن کر مہماں
کس سے سُنتا کہو یہ آہ و فغاں

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

سر پہ اس کوہ کو اٹھاتا کون
گردن اس کے لیے جھکاتا کون

دل کے اندر اسے بٹھاتا کون
پڑھ کے یہ روتا اور رُلاتا کون

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

ہم جو اس کورِدہ میں آدھمکے
پیش خیمہ تھے تیرے ماتم کے

ہم ہی مُونس ہیں یاں ترے غم کے
لب پہ آتا ہے ساتھ ہر دم کے

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

تم نے تنہا سفر کیا یاں سے
پہنچے پڑاں جہاں ہیں سب اپنے

رحم اس پر جو دشمنوں میں پھنسے
مشغلہ کچھ نہ ہو بجز اس کے

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

تیرے ملنے کی اک تمنّا پر
زندگانی جو کر رہے تھے بسر

کہیے اب کیا کریں یہ خستہ جگر
جینا آج ان کو کیوں نہ ہو دوبھر

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

تو نہ ہو جب جہاں میں جلوہ فزا ۔۔۔ نیم جاں کچھ دنوں جیے بھی تو کیا
اب رہائی کا بھی مزا نہ رہا ۔۔۔ ہند ہے مالٹا سے آج سوا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

ہند چلنے سے ہے کسے انکار ۔۔۔ سر کے بل چلنے کو ہیں ہم تیار
پر سمجھ لے یہ خوب او غمخوار ۔۔۔ نار ہے جب دیار ہے بے یار

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

دردِ فرقت میں تیرے رُوحی فداک ۔۔۔ دل ہیں غمناک سینے ہیں صد چاک
ہے زمیں سخت اور دُور افلاک ۔۔۔ نالہ ہے اور یہ شعرِ حسرت ناک

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

رائپور تجھ سے تھا محطِ رجال ۔۔۔ ہوتا تھا ہر طرف سے شدِ رحال
اہلِ مصر و قریٰ کا تھا اِک حال ۔۔۔ ہو گیا آج سب وہ خواب خیال

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

ایک دم سے ترے بفضلِ خُدا ۔۔۔ تھا وہ اُمّ القریٰ و اُمّ قریٰ
آج ہُو کا سکان ہے لے وا ۔۔۔ گونجتی پھرتی ہے فقط یہ صدا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

راسِ صُلحاء و سیّدِ عُلماء　　رونق افزائے حلقۂ فقراء
مسند آرائے محفلِ عُرفاء　　شمع و تاجِ مجلسِ غُرباء

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

بحرِ الطاف و ابرِ جود و سخا　　رُوحِ اخلاق و جانِ صدق و صفا
کوہِ تمکین و کانِ حلم و حیا　　بدرِ آفاق و شمسِ عزّ و علا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

چشمۂ فضل و معدنِ احساں　　کاشفِ رمزِ عَلَّمَ الْقُرآں
محملِ صدق قولِ فخرِ زماں　　خَیرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآں

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

قامعِ شرک و بدعت و اِلحاد　　پاک رُو، پاکباز و پاک نہاد
رہرو و رہبر و ہاد و سخاد　　مُشفق و جاں نثارِ اہلِ وداد

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

صُوفی و صافی و صفی اَوّاب　　فانی و باقی و تقی توّاب
خاشع و خاضع و رضی رحّاب　　لم یکن فاحشا ولا صخاب

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

آپ کے ضبط و حلم سے ہے بعید — قیدِ ہستی کو سمجھو اتنا شدید
سخت جانی ہے ان کی قابلِ دید — قیدِ دُہری اور اُس پہ ہو یہ مزید

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

قید دُہری ہے اور تری دلبند — آپ کو ایک بھی ہوئی نہ پسند
چل دیے کیسے خُرّم و خورسند — مستمندوں کو چھوڑ کر پابند

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

سب غموں میں تو آ گئی خِفّت — پر ترے غم میں بڑھ گئی شدّت
یہی اِدغام کی ہے خاصیّت — نوحہ اب یہ ہے ہو کوئی آفت

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

بارِ احباب کون اُٹھائے گا — آنکھوں پر کون انھیں بٹھائے گا
ہاتھ کون اُن کا اب بٹائے گا — فتنوں کو کون اب ہٹائے گا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

رُوٹھوں کو کون اب منائے گا — ٹوٹوں کو کون اب ملائے گا
بگڑوں کو کون اب بنائے گا — جھگڑوں کو کون اب مٹائے گا

زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

ہمدمِ مورائے کس سے لوگے کہو! مشورے کس سے اب کروگے کہو!
رازِ دل کس سے اب کہو گے کہو! رائے پور بھی کبھی چلو گے کہو!
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد
ہو مبارک تمھیں باذن اللہ رحمت و فضل و قربِ حق یا شاہ
غربت و حسرت و فراق میں آہ وردِ اپنا تو ہے یہ شام و پگاہ
زینت و زیبِ الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرے دل پہ ہیں کیوں آثارِ وحشت آج کیا ہوگا ؟
یہ کیسی مجلسِ غم ہے، یہ کس کا تذکرہ ہوگا ؟
زمیں میں زلزلہ کیوں ہے، فلک پر غلغلہ کیوں ہے؟
یہ نفخِ صُور کیوں ہے؟ کیا ابھی محشر بپا ہوگا ؟
تمہارے شور و شیون سے گماں ہوتا ہے یہ مجھ کو
قیامت سے بھی شاید، حادثہ کوئی بڑا ہوگا
سُنو اے ہمدمو! اک نکتۂ باریک سُوجھا ہے
سمجھ لے گا اُسے جو صاحبِ فہم و ذکا ہوگا
قیامت کہتے ہیں، قائم شِرَارُ الْخَلْق[1] پر ہوگی
قیامت سے سوا، پس انتقالِ اولیاء ہوگا
اگر یہ مانتے ہو، موتِ عالِم، موتِ عالَم ہے
تو موتِ مُرشدِ عالَم کا بولو نام کیا ہوگا ؟
سنبھل جانا کہ اب میں نام کی تصریح کرتا ہوں
کہ سامع کا کنایوں سے جگر شق ہو رہا ہوگا
تواضع اور مُروّۃ گر کوئی شخص مجسّم ہو
تو وہ سَر تا قدم عبدالرّحیم باصفا ہوگا
جنھوں نے رائپور میں بیٹھ کر گنگوہ دیکھا ہے
اُنھیں ہی یاد کچھ گنگوہ کا جغرافیا ہوگا

---

[1] الحدیث لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الخلق

وہ دربارِ رشیدی کا نمونہ اب کہاں دیکھیں
کہاں بازار ایسا، علم و حکمت کا لگا ہوگا ؟

کہو اے ہم نشینو! کیا خبر تھی ہم غریبوں کو
کہ زیرِ خاک یوں، گنجینۂ علم و ہدیٰ ہوگا

جسے تم شیخ کا اپنے مزارِ پاک کہتے ہو
یقیں ہے وہ تمناؤں کا میری مقبرا ہوگا

زمانہ کے اگر ارمان کُش تیور یہی ہوں گے
تو ڈر یہ ہے کہ اُمیدوں کا ساری خاتمہ ہوگا

چلے ہیں آپ اور محمود بھی آنے نہ پائے تھے
اسے تو غالباً دل آپ کا بھی جانتا ہوگا

گئے ہو چھوڑ کر محمود کی اولاد کو کس پر
اگر ہوگا تو ہم کو آپ سے یہ ہی گلا ہوگا

بہت اچھا ہمیں تم چھوڑ کر تنہا چلے جاؤ
کہ حامی ہم غریبوں بیکسوں کا بھی خدا ہوگا

تمھیں کیا فکر ہے اس کی کہ درد و کرب فرقت سے
کوئی تو چیختا، کوئی تڑپتا، لوٹتا ہوگا

بہت بے جان ہوں گے اور بہت سے نیم جاں ہونگے
ادھر اک نیم بسمل، اک ادھر بسمل پڑا ہوگا

کوئی سکتے میں ہوگا، ششدر و حیرت زدہ ہو کر
کسی کی آنکھ سے اشکوں کا جاری سلسلا ہوگا

ادھر خاموش، سب علم و عمل کی محفلیں ہوں گی
اُدھر ملک ولایت میں، عجب ماتم بپا ہو گا
یہ سب ہے، پر مصیبت ایک ان سب سے زیادہ ہے
سُناؤں، پر ذرا دل کو پکڑنا، تھامنا ہو گا
کلیجہ منہ کو آجاتا ہے، جب یہ سوچتا ہوں میں
کہ کیا کچھ حال تیرا، اے اسیرِ ماشا ہو گا
اُنھیں جو تم سے نسبت تھی، اُسے وہ خوب سمجھے گا
کہ جس نے قیس کا، فرہاد کا، قصہ سُنا ہو گا
وہ عاشق تھا تمھارا اور تمھارے تذکرہ کا بھی
کوئی ایسا ترا، شاید ہی مُشتاق لقا ہو گا
تمھارے ذکر سے جس کے بدن میں جان آتی تھی
تمھاری فکر میں ہی کیا خبر تھی، وہ فنا ہو گا
زمین والوں کے مجمع میں نہ اُس نے جب تجھے پایا
فلک پر، اب ملائک کی صفوں میں ڈھونڈھتا ہو گا
وصیت کی ہے کچھ حسرت بھرے الفاظ میں اُس نے
تمھیں معلوم شاید، یہ نہ ہو گا۔ یا ہُوا ہو گا
غرض وہ تو جوارِ حق میں پہونچے اور یہاں ہم پر
کہوں کیا، کیا ہُوا۔ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو گا
سمجھ لو کس قدر مغموم اہلِ مدرسہ ہوں گے
سمجھ لو کس قدر مختل نظامِ مدرسہ ہو گا

www.ahnafmedia.com

یہ مانا تم وہاں بھی سالہا سال منتظر ہو لیکن
بڑا ہی کام ان ٹوٹے دلوں کا جوڑنا ہو گا

خدا را جلد آکر دیکھ لو چشم محبت سے
ہمارا بس تمھاری اک نگہ پر فیصلہ ہو گا

ترے الطاف پر قرباں سب پیر و جواں ہوں گے
جماعت میں ہر اک خورد و کلاں تم پر فدا ہو گا

ادائے تم جو دیکھو گے تو ہم نذر قفس ہونگے
یہ جاں وقف ستم ہو گی۔ یہ دل مشق جفا ہو گا

تماشا لوگ دیکھیں گے۔ ہنر ہم آزمائیں گے
ترے ناوک کا اور میرے جگر کا سامنا ہو گا

تبسم کرکے جس دم تم دہن سے گلفشاں ہونگے
تو بلبل کا اسی دم غنچۂ اُمید وا ہو گا

بہار آجائے گی پھر عیش کے ساماں بہم ہونگے
چلے گا دور ساغر اور تسلسل دور کا ہو گا

وُہی مینا، وُہی خم اور وُہی جام و سبو ہونگے
وُہی ساقی۔ وُہی مے اور وُہی بیتِ میکدہ ہو گا

بدل جائیں گے ایام نحس۔ ظلِ ہمایوں سے
نصیبہ قوم کا بھی ہمسر بخت ہما ہو گا

ادھر تو سب سلوک وجذب کی راہیں کھلی ہوں گی
اُدھر تعلیم سنت کا بھی تازہ مشغلہ ہو گا

www.ahnafmedia.com

زمین بندگی اُٹھے گی انفاسِ تقدس سے
تو گویا نفخِ ثانی، صورِ اسرافیل کا ہو گا

اگر تفصیل اس سب کی سنو جو ہونے والا ہے
تو ان اشعار سے حاصل نہیں یہ مُدعا ہو گا

بھلا جذبات کا فوٹو، اُتارے کس طرح کوئی
اُتارے گا تو وہ ناقص بھی ہو گا بدنما ہو گا

لہٰذا، التجا یہ ہے کہ اب دستِ دُعا اُٹھیں
جماعت کے سروں پر بالیقیں دستِ خدا ہو گا

اگر ہم صدق اور اخلاص سے اُسکو پکاریں گے
تو اُدْعُونِیْ سے جلوہ اَسْتَجِبْ کا رُونما ہو گا

خدایا! ہم ضعیف اور ناتواں ہیں اور نکمے ہیں
کبھی شاید ہی کوئی کام ہم سے بن پڑا ہو گا

سراپا جرم ہیں، تقصیر ہیں، نسیان و غفلت ہیں
گنہ وہ کون سا ہے جو نہیں ہم سے ہوا ہو گا

جو زیبِ تن کیا ملبوسِ تقویٰ بھی کبھی ہم نے
وہ ثوبِ زُور ہو گا، مکر ہو گا اور ریا ہو گا

پھر ان سب کا بہانہ تیری رحمت کو بناتے ہیں
نہیں ایسا کوئی دُزدِ دلاور دُوسرا ہو گا

مگر نادم بھی ہیں اور معترف ہیں اور خائف ہیں
بڑی تشویش ہے، کیا ماجرا روزِ جزا ہو گا

www.ahnafmedia.com

ترے بندے ہیں اور تیرے نبی کے نام لیوا ہیں
یقیں ہے کچھ کرم ہم پر بحق مصطفےٰ ہو گا

یہی امید ہے جو دُرِ یکتا[1] گم ہوا ہم سے
دوبارہ آپ کے اِفضال سے ہم کو عطا ہو گا

ہمیشہ کے لیے ہے نفسِ قدسی[2] چھن چکا ہم سے
عطا خلدِ بریں میں اس کو اعلےٰ مرتبہ ہو گا

سمجھ میں صورتِ تاریخ یہ بے قصد آئی ہے
کہ کہہ دوں "داخلِ خلدِ بریں" ہی مادہ ہو گا

۱	۵	۳	۱
	۱	۹	۴
۱	۳	۳	۷

دلفگار

شبیر احمد عثمانی

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ

[1] یعنی مولانا المحمود (شیخ الہندؒ)

[2] یعنی مولانا المرحوم (حضرت رائپوریؒ)

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء) میں راقم السطور (نفیس الحسینی) خانقاہ شریف رائپور میں حضرت اقدس رائپوری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خانقاہ کے کتب خانہ سے شجرات طریقت کا ایک نادر خطی نسخہ دستیاب ہوا۔ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فقال اللہ تعالیٰ کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء اما بعد

میگوید احقر الناس محمد امیر باز خان ملقب بواعظ غفر ذنبہ ربہ السبحان از بس رحیم سبحان واز فیض غفور ایزد منان بعد از مدتش دو سال گوہر بے مثال از ساحل نیاشان بدامن حصول افتاد یعنی سلاسل مشائخ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ طریقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین از دیار حضرت ما دادا پیر دستگیر در ۱۲۹۰ یکہزار و دو صد و نود بما رسیدہ و خواستم ازین نعمت عظمیٰ دیگران نیز مشرف شوند پس بتدبیر ولیکن او را برشتۂ قرطاس منتظم ساختم بفضل رب الانام باد بحرمۃ سید الابرار و الاوتاد و صلوات اللہ علیہ و علیہم الی یوم التناد

دعائیہ السلسلۃ المبارکۃ القادریۃ الحنفیۃ الغفوریۃ

بسم الله الرحمن الرحیم

فیض یافتم از مرشدنا و مرشدنا عارف مدقق و ماہر محقق
معدن اسرار و مخزن انوار مقبول بارگاه حاجی عبدالرحیم شاه
السرسادی السهارنپوری ادام الله برکاتہ حسن الفاسه و اوشان
از حضرت کثیر البرکت قطب الخافقین هادی الثقلین شیخ
عبدالغفور صاحب صورت سلمه الله الشکور و اوشان
از شیخ محمد شعیب قدس الله سره
از شیخ حافظ محمد عمر زئی استغزی قدس الله سره
و اوشان از شیخ محمد صدیق بشوانڑی قدس الله سره
و اوشان از شیخ جنید پشاوری " "
" " " " شاه منور " "
" " " " شاه دوله " "
" " " سید السادات قطب ربانی محبوب سبحانی غوث الثقلین
سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس الله سره
و اوشان از شیخ ابوسعید مخزومی قدس الله سره
و اوشان از شیخ ابوالحسن علی الهنکاری " "
الی آخره

بسم الله الرحمن الرحیم

فیض یافت شیخ عبد الغفور شرفه الله شفیعه اعلی الدرجه اطول بقائه

از شیخ محمد شعیب قدس الله سره

و اوشان از شیخ حافظ محمد قدس الله سره

" " " محمد صدیق " "

" " " جنید پشاوری " "

" " " سید معصوم " "

" " " حاجی سعید " "

" " " خیر الله " "

" " " غیاث الدین " "

" " " عبد الرزاق " "

" " " سید زین الدین " "

" " " سید مستان " "

" " " یٰسین " "

" " " سید عبدل " "

" " " بهاء الدین " "

و اوشان از شیخ سید جلال ثانی قدس الله سره

" " " " محمد الله " "

" " " " احمد ملتانی " "

" " " " احمد مستان " "

" " " " سید عبدالقادر جیلانی " "

تا آخر اسمائه

رسول الثقلین نبی الحرمین صلوات الله علیهم اجمعین

خواجه معروف کرخی از داود طائی و اوشان از

خواجه فضیل بن عیاض و حبیب عجمی و ذوالنون مصری

و اوشان از خواجه حسن بصری قدس الله اسرارهم

بسم الله الرحمن الرحیم

هذه السلسلة المبارکة القادریة المجددیة المؤمنیة الخفیة الرحیمیة

مستفیض شد

شیخ عبد الغفور مسمی الشکور

از ،، ،، محمد شعیب قدس الله سره

و ایشان ،، ،، حافظ محمد ،، ،،

،، ،، ،، محمد صدیق ،، ،،

،، ،، ،، مومن گنگری ،، ،،

،، ،، ،، شاہباز پشاوری ،، ،،

،، ،، ،، حبیب پشاوری ،، ،،

،، ،، ،، سید آدم شریف حسینی بنوری ،، ،،

،، ،، ،، احمد کابلی سرهندی فاروقی مجدد الف ثانی قدس الله سره

و نیز شیخ احمد از پدر خود شیخ عبد الاحد از شیخ کمال فیض یافته‌اند

،، ،، ،، شاه سکندر بن عماد قدس الله سره

،، ،، جد خویش شیخ شاه کمال ،، ،،

،، ،، شیخ شاه فضیل ،، ،،

،، ،، ،، سید شمس الدین ابو الحسن بن حمید جیلی

،، ،، ،، خواجه شمس الدین عارف قدس الله سره

و اوشان از شیخ خواجه ابوالحسن قدس الله سره

" " " سید عبدالرحمن ابن ابی الحسن " "

" " " سید شمس الدین صحرائی " "

" " " سید عقیل " "

" " " سید شرف الدین قتال " "

" " " سید السادات عبد الرزاق " "

" " پدر خود غوث اعظم عبد القادر جیلانی قدس الله سره تا آخر

مشایخ رضوان الله علیهم اجمعین

---

www.ahnafmedia.com

هذه السلسلة المباركة القادرية الكمبرية المجهرية الغفورية

بسم الله الرحمن الرحيم

فاز شیخ عبد الغفور افاض علی رؤسنا الشکور لطفه ورزقه

بواسطہ از شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ

وایشان از شیخ حافظ محمد 〃 〃

〃 〃 محمد صدیق 〃 〃

〃 〃 اخوند محمد شاہ سندوخی 〃 〃

〃 〃 محمد نعیم 〃 〃

〃 〃 ماموں یوسف زئی 〃 〃

〃 〃 بہادر[له] کوہاٹی 〃 〃

〃 〃 سید آدم بنوری 〃 〃

〃 〃 احمد کابلی الی آخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

نسبت ادریسی استفادہ شیخ محی الدین عبد القادر رضوان اللہ ورحمۃ اللہ علیہ از جد خود

سید السادات سید ابوصالح قدس اللہ سرہ . . . .

[له] شیخ عبداللہ کہاتی (کوہاٹی) ملقب بہ حاجی بہادر
(انفاس العارفین)

www.ahnafmedia.com

سلسلهٔ قادریه امیریه منظومه

بسم الله الرحمن الرحیم

ای کریما کارساز بی‌نیاز / در جنابت سائل آمد پرنیاز

از طفیل مصطفیٰ احمد رسولؐ / وز طفیل مرتضیٰ زوج بتولؓ

از طفیل آن حسن بصری امام / در طریقت زو مشرف شد انام

وز حبیب عجمی کان شیخ الشیوخ / دین احمد زو رسیده اندر رسوخ

از دعا داؤد طائی مقتدا / وز دعا معروف کرخی مقتدا

بانکه عبدالله سری ذی کمال / شد ملقب سقطی بنده ذی الجلال

از تصرف ا جُنید هوشمند / مسکنش بغداد میگردد پسند

ثانیٔ صدیق شبلی ذی المنن / شبلی آن بوبکر مرد اهل فن

بانکه عبدالواحد آمد نودوران / گو ملقب شد تمیمی در جهان

بوالفرج طرطوسی آن پیر جهان / بوالحسن هنکاری آن قطب زمان

از سفارش بوسعید نیک ذات / تابع شیخ خدا نیکو صفات

از سعی پیران پیر خاص و عام / مرشد پیر و بودن ملای انام

قاضی عبدالقادر جیلانی است
غوث اعظم حاکم ادراکی است

از طفیل شاه دوله نیکنام
وز طفیل شه منور نوشه خرام

وز کرامت شاه عالم دهلوی
هم ز ملتانی احمد سروری

واز جنید آن حضرت عالیجناب
در پشاور داشته رخت رکاب

از محی الدین احمد شاه مست
احمد ملتان را بگرفت دست

هم ز عبد الله ولیّ و باکمال
واز طفیل حضرتی سید جلال

از بهاء الدین مولد اتقیاء
وز سعی سید جلال با صفا

آنکه خود لیسین نامش مشتهر
سید مشتاق زو گیرد خبر

آنکه زین الدین کو والا مقام
عبد رزاق از فیض خوش شد امام

کو غیاث الدین عالی اقتدار
کرد خیر الله را عالم شمار

از سعی حاجی امیر سیدان
هم ز معصوم و جنید نکته دان

آنکه در پشاور صدیق آمده
وانکه او حافظ محمد آمده

از طفیل سیدی عبد رزاق
کو مشرف شد ز جیلی با وفاق

از طفیل شرف دین عالیجناب
وز طفیل سیدی عبدالوهاب

از کرم سید بهاء الدین نبیل
وز طفیل حضرت سید عقیل

هم ز شمس الدین صحرائی زمن
وز گدا رحمان پسر سید حسن

وز کرم و فضل آن عالی تبار | هم ز شمس الدین عارف باوقار

وز گدا رحمن محبوب علی | وز فقیرِ عبد دوستی ره جلی

با وجود شاه کمال کیتھلی | هم بحرمت شاه اسکندر ولی

وز طفیلِ مقتدای عالمان | حاجیِ آثارِ هدایت از جهان

شیخ احمد کابلی اہل صفا | کو مجدد الف ثانی بے ریا

از طفیلِ مرشدی آدم صفت | مشتهر بنوری والا مرتبت

از طفیل شاه عالم شاہباز | کز وجودش شد پشاور سرفراز

از طفیل شاه مومن نگروی | واقف اسرارِ علم باطنی

از کرم صدیقِ کمان وردشان | مسکنش لبشوانڑ میدارد عیان

آنکه او حافظ محمد نام داشت | در عمرزئی خلق را ممنون ساخت

از طفیل مرشدی آدم صفت | وز کہاٹی کو بہادر منزلت

از سعی باهوش یوسفزئی ولی | وز محمد کو نعیم متقی

وز محمد شاه سدوزی نیک ذات | همچو صدیق و عمر با صفات

با شعیب کال تورڈھری خوشکلام | در عبادت زندگی کرده تمام

از سخای پیر و مرشد کاملین | از سخای بادشاه واصلین

از رضای هادی ره گمرهان | از رضای مقتدای مومنان

www.ahnafmedia.com

قطب عالم، غوث برحق در زمان — سیرت ابدال دارد بی گمان

نام او شد مشتهر عبد الغفور — مسکنش صوات و بنیر ازان پر ز نور

از عنایات مُرشد با کمال — رهنمای سالکان خوش خصال

عالم و عامل شهید و ذو خطاب — کامل و واصل تابان اعلی جناب

بر درش عُلماء و اتقیا سرنگون — مستفیض از وی هنود و مسلمون

رایج شرع نبی بدعت شکن — والی علماء دین ذی المنن

مُلهم و صدیق و سابق هم ولی — محرم اسرار خُفی و جلی

نام پاکش خوش بیان عبد الکریم — بی شبه او زاهد و عابد رحیم

مولدش سرباوه حقا بی گمان — مسکنش شد سوات پرنور عیان

آتنا فی الدنیا حسنه یا خدا — کن عطا فی الآخرة حسنه مرا

سلسلهٔ عالیه نقشبندیه مجددیه غفوریه

الحمد لله علی نوالہ انّی (مولانا امیر بادشاہ خان صاحب) تشرفت بخلعة البیعة و

الصحبة والاجازة عن مرشدنا و مولانا و ہادینا قدوة السالکین

من المحدثین والحواریین والصدیقین غرة از باب قرب الفرائض

نخبة الکاملین والسابقین رائج السنة قامع البدعة اہل الخدمت

افضل عباد الله حاجی عبد الرحیم شاه السرساوی السہارنپوری

افاض الله علینا فیوضہ اجل لقائہ .

و او شان از شاہباز بلند پرواز اوج ملکوت سرور سرفراز

بارگاہ والا جبروت فانی رضا و محو لقاء خالق حي و سماء

قطب العالم الغوث المکرم الشیخ عبد الغفور صورت بونیری

مد الله ظلال جلاله السرمدی

www.ahnafmedia.com

۵ و اویشان از قطب الاقطاب و غوث الاغوث شیخ کرم الدین

محمد شعیب توردهیری قدس الله سره

هشتنگری (مردان)

۵ و اویشان از شیخ حافظ محمد عمرزی اشنغری قدس الله سره

۵ " " " محمد صدیق لبشوانړی " "

۵ " " " محمد شاه سدومی (مردان) " "

۵ " " " مامون یوسفزی " " "

۵ " " " بهادر کوهاټی "

۵ " " " " سید آدم بنوری " "

له العینانم محمد صدیق لبشوانړی از شیخ مومن ګکروی " "

و اویشان از شیخ شاهباز قدس سره

" " " " حبیب پشاوری قدس الله سره

" " " " فریدالدین بن یحیو "

" " " " سید آدم بنوری "

www.ahnafmedia.com

له

٥	وادشان از شیخ			امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی سرهندی		قدس الله سره
٥	"	"	"	عبد الرحمن		قدس الله سره
٥	"	"	"	حافظ سلطان	"	" کبیر السن
٥	"	"	"	محمود	"	"
٥	"	"	"	سعید	"	"
٥	"	"	"	امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه		

له الفیه شیخ احمد سرهندی رح از خواجه عبد الباقی باقی بالله قدس الله سره

وادشان از خویش خواجه خواجگی محمد امکنگی "

وادشان از پدر خود خواجه درویش محمد "

" " خال خود خواجه محمد زاهد ولی "

" " خواجه عبید الله احرار "

الا آخره

www.ahnafmedia.com